ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

جولائی 2018ء - شوال المکرّم 1439ھ (جلد 15 شمارہ 10)

www.idaraghufran.org

ماہنامہ
التبلیغ
راولپنڈی

جلد 15 شمارہ 10

جولائی 2018ء - شوال المکرّم 1439ھ

بشرفِ دعا
حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ
وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس
مفتی محمد ناصر
مولانا طارق محمود

فی شمارہ........25 روپے
سالانہ.........300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
چوہدری طارق محمود بابرؔ
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com
www.facebook.com/Idara Ghufran

www.idaraghufran.org

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال.......نئی حکومت کے انتخاب میں عوام کی ذمہ داری........مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط165).......... دین میں جبر وزبردستی نہیں..........// // 5

درسِ حدیث ...بحالتِ ایمان فوت ہونے پر شفاعتِ نبی کا حصول (قسط6)...// // 13

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

سنتوں کی قضاء کے متعلق ولی اللّٰہی موقف..........مفتی محمد رضوان 18

ملفوظات..........................// // 29

ماہِ جمادی الاخریٰ: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات....مولانا طارق محمود 34

علم کے مینار:... امام ابوحنیفہ کے تلامذہ اوران کے مختصر حالات (حصہ دوم)....مفتی غلام بلال 36

تذکرۂ اولیاء:....حضرت عمر کا راتوں کو گشت کر کے رعایا کی خبر گیری کرنا ....مفتی محمد ناصر 41

پیارے بچو!......بچپن وکم عمری میں بولنے والے بچے (قسط5)......مولانا محمد ریحان 43

بزمِ خواتین ...بیٹیوں کی وجہ سے آزمائش پہنچنے اوراس پر صبر کرنے کی فضیلت..........................مفتی طلحہ مدثر 46

آپ کے دینی مسائل کا حل...... معتکف کو کچھ وقت کے لیے باہر نکلنے کا حکم (قسط1).............. ادارہ 52

کیا آپ جانتے ہیں؟...... پینے کے آداب (دوسری وآخری قسط).... مفتی محمد رضوان 71

عبرت کدہ . نبوت ملنے کے بعد حضرت موسیٰ کی دعائیں (حصہ دوم)....مولانا طارق محمود 75

طب وصحت......نبی ﷺ کے ذاتِ جنب کی تکلیف کے بارے میں ارشادات..........................حکیم مفتی محمد ناصر 81

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز.....................// // 86

اخبارِ عالم ...... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..........مولانا غلام بلال 89

Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

نئی حکومت کے انتخاب میں عوام کی ذمہ داری

وطنِ عزیز میں مسلم لیگ ن کی حکومت کا پانچ سالہ عرصہ مکمل ہوگیا ہے، اورنگران حکومت کا قیام عمل میں لایا جاچکا ہے، شکر ہے کہ کسی نہ کسی طرح گزشتہ حکومت کا پانچ سالہ آئینی دور مکمل ہوا اور اب نگران حکومت کا قیام بھی ہو چکا ہے، ورنہ ہمارے ملک کی جو گزشتہ تاریخ رہی ہے، اس کے پیشِ نظر ہمہ وقت آمروں اور ڈکٹیٹروں کے مسلط ہونے کے خطرات قوم کے سروں پر منڈلاتے رہتے ہیں، کیونکہ آمروں کا یہ طبقہ موقع حاصل ہوتے ہی کسی بھی بہانے سے اچانک آ دھمکتا ہے، جس کے بعد تمام آئین وقانون کو بالائے طاق رکھ کر اپنی من مانی کا مظاہرہ کرتا ہے۔

مسلم لیگ ن کا گزشتہ دورِحکومت اگرچہ سخت کشمکش کی حالت میں گزرا، کبھی سیاسی اور مذہبی دھرنوں کی شکل میں رکاوٹیں ڈالی گئیں، اور کبھی کسی دوسری شکل میں، یہاں تک کہ معمولی سے نقطہ کی وجہ سے آئین کے مطابق منتخب وزیراعظم جناب میاں محمد نواز شریف صاحب کونااہل قرار دے دیا گیا، اور بعد میں ان ہی کی اپنی سیاسی جماعت کی صدارت سے بھی نااہل قرار دے دیا گیا، جس پر ہر شخص کی اپنی رائے ہوسکتی ہے، اور ہوگی، ہماری دیانت دارانہ وغیر متعصّبانہ رائے میں میاں محمد نواز شریف صاحب کی اچانک وزارتِ عظمیٰ کی نااہلی سے ملک کی معاشی وسیاسی اوراخلاقی ساکھ کو غیر معمولی نقصان پہنچا، اور ملک میں غیریقینی کی کیفیت پیدا ہونے سے ملک کے وقار کو ٹھیس پہنچی، اسی کے ساتھ بہت سے لوگوں کے دلوں میں عدلیہ کا وقار بھی مجروح ہوا، اور بہت سے لوگوں کے ذہنوں میں خفیہ اداروں کی مداخلت کے شکوک وشبہات بھی پیدا ہوئے۔

ظاہر ہے کہ یہ تمام صورتِ حال ملک وملت کی وحدت وقوت کے لیے سخت نقصان دہ ہے۔

ایسے حالات میں کہ جب دنیائے کفر اور خاص کر ہمارے تاریخی دشمن بھارت کی نظریں ہماری طرف پوری آب وتاب کے ساتھ لگی ہوں، اس طرح کے حالات سنگین نتائج کے حامل ہوسکتے ہیں، جس کے نتائج کا فی الفور ظاہر ہونا ضروری نہیں، بلکہ مستقبل کے اعتبار سے بھی اس کے نتائجِ بد

کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔آمین۔

بہرحال ''مضیٰ مامضیٰ'' اب نئے انتخابات کا زمانہ قریب ہے، جس میں قوم کا کردار بڑا اہم ہوگا، اگرچہ آزاد ذرائع اور پے در پے واقعات کی بناء پر تا حال خفیہ طاقتوں کی مداخلت کی بناء پر انتخابات میں شفافیت کمزور نظر آ رہی ہے۔

دوسری طرف ملک کی گزشتہ تاریخ اور روایت انتخاب اور ووٹ کے حوالہ سے کچھ زیادہ حوصلہ افزا محسوس نہیں ہوئی، کیونکہ دینی ذہن رکھنے والے ایک بڑے طبقہ نے تو آج تک ووٹ کے استعمال کی ضرورت واہمیت ہی کو نہیں سمجھا، بلکہ ووٹ ڈالنے کو بہت بڑا جرم سمجھا، جس کے نتیجہ میں ملک میں دینی ذہن رکھنے والی سیاسی جماعتوں کو پذیرائی حاصل نہیں ہوئی۔

اور ملک کے ایک سنجیدہ اور تہذیب وتعلیم یافتہ بڑے طبقہ نے ووٹ کے استعمال کو اپنی شرافت اور عزت ووقار کے خلاف سمجھا، اور اس عمل کو غیر سنجیدہ اور اَن پڑھ یا جہلاء کا شیوہ سمجھ کر نظر انداز کیا، جس کے نتیجہ میں ملک میں سنجیدہ، مہذب وتعلیم یافتہ افراد کو سیاست میں پذیرائی حاصل نہ ہوسکی۔

اوران کے مقابلہ میں زیادہ تر غیر دین داراور غیر سنجیدہ، لوگوں نے ووٹ کی اہمیت اور ضرورت کو سمجھا، اوراپنے ہم جنس لوگوں کے حق میں رائے دے کر ان کو سیاست میں پروان چڑھایا، جس کے بعدان کو ملک و دشمن اور خفیہ طاقتوں نے بھی اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا۔

اس لیے ملک میں دین دار اور دیانت دار سیاسی جماعتوں کو وہ قبولیت حاصل نہ ہوسکی، جس کی ضرورت تھی، اور ہمیشہ اس کے برے نتائج سامنے آتے رہے۔

اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ووٹوں سے متعلق اس طرح کی بے اعتدالیوں سے چھٹکارا حاصل کر کے ملک میں دیانت دارانہ وسنجیدہ سیاست کو فروغ دیا جائے، دین داراور شریفوں کے اس طبقہ کواپنے ووٹ کی شرعی وقانونی اوراخلاقی ذمہ داری کو سمجھ کراس کا ذمہ دارانہ استعمال ضروری ہے، جو طبقہ غلط فہمیوں کے باعث اس شعبہ سے اب تک کنارہ کش رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ قوم کواس ذمہ داری کو بحسن وخوبی نبھانے اورآئندہ ملک وملت کے لیے بہتر حکومت کے انتخاب کی توفیق عطاء فرمائے۔آمین۔

(سورہ بقرہ: قسط نمبر165، آیت نمبر256)

مفتی محمد رضوان

دین میں جبروزبردستی نہیں

لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (سورة البقرة، رقم الآية ۲۵۶)

ترجمہ: نہیں ہے زبردستی دین میں، یقیناً واضح ہوچکی ہدایت، گمراہی سے، پس جو کوئی انکار کرے طاغوت کا اور ایمان لائے اللہ پر، تو یقیناً پکڑ لیا اس نے مضبوط حلقہ کو، جو ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ بہت سننے والا، جاننے والا ہے (البقرہ)

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیت میں یہ بتلایا گیا ہے کہ دین میں کسی پر جبر اور زور زبردستی نہیں ہے، اگر کوئی خوشی سے اسلام قبول کرے، تو بہت اچھی بات ہے، اور خوشی سے اسلام قبول نہ کرے، تو اس کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا، کیونکہ ہدایت اپنے دلائل کے ذریعہ سے گمراہی اور ضلالت کے مقابلہ میں واضح ہوچکی ہے، تو اس میں جبروزبردستی کا وجود ہی نہیں، کیونکہ جبروزبردستی تو ناپسندیدہ چیز کو مجبور کرنے پر ہوتی ہے۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ کسی غیر مسلم کو ایمان کے قبول کرنے پر جبر اور زبردستی ممکن بھی نہیں، کیونکہ ایمان کا اصل تعلق دل کے ساتھ ہے، ظاہری اعضاء کے ساتھ نہیں، اور کسی کے دل پر جبروزبردستی ہوسکتی نہیں۔

اور جہاد وقتال بھی اسلام پر مجبور کرنے کے لیے نہیں، کیونکہ جہاد وقتال بھی اس وقت ہے، جب کفار کے کفروشرک کا فتنہ وفساد دوسروں تک پھیلے، چنانچہ جو کفار اللہ کی زمین میں فساد مچاتے ہیں اور اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہدایت اور شریعت کے جاری ونافذ کرنے میں رکاوٹ ڈالتے ہیں اور اللہ کے بندوں کو عبادت سے روکتے ہیں، ان کے ساتھ ہی قتال کیا جاتا ہے، جیسے سانپ، بچھو اور دیگر موذی

جانوروں کے قتل کرنے کا حکم بھی اسی لیے ہے کہ ان کا ضرر وفساد دوسروں تک پہنچتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے عین قتال کے میدان میں بھی عام عورتوں، بچوں، بوڑھوں، اپاہج اور خالص مذہبی عبادت میں مصروف رہنے والے راہبوں وغیرہ کو قتل کرنے سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے، کیونکہ وہ فتنہ وفساد نہیں کرتے۔

اور اگر عام کفار کی طرف سے کفر پر قائم رہتے ہوئے مذکورہ فتنہ وفساد کا ازالہ ہوجائے، تو پھر ان سے بھی قتال کا حکم نہیں رہتا۔

چنانچہ اگر غیر مسلم جزیہ (یعنی مخصوص قسم کا ٹیکس) دینے پر رضامند ہوجائیں، اور ذمی بن جائیں، یا کوئی مسلمان غیر مسلم کو امن فراہم کردے، یا غیر مسلموں سے مسلمانوں کے ساتھ جہاد وقتال نہ کرنے کا معاہدہ ہوجائے، یا ان کو شرعی اصول وقواعد کے مطابق غلام وباندی بنالیا جائے، تو ان صورتوں میں کفر کا نقصان وفساد دوسروں تک نہیں پھیلتا، اس وجہ سے ان صورتوں میں غیر مسلموں کے ساتھ قتال نہیں کیا جاتا۔

پھر جو غیر مسلم ذمی یا غلام بن جائیں، ان کو اپنے عقائد اور اپنے طور پر اپنی عبادت کی ادائیگی سے نہیں روکا جاتا، اور نہ ہی ان کو اسلام لانے پر مجبور کیا جاتا۔

چنانچہ اسلام نے غلام وباندیوں پر اپنے آقا کی اطاعت کو سختی کے ساتھ واجب کیا ہے، لیکن آقا کو یہ اجازت نہیں دی کہ وہ اپنے غلام یا باندی کو اسلام لانے پر مجبور کرے، اور اگر وہ ایسا کرے، تب بھی غلام وباندی پر اس کی اطاعت واجب نہیں۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كـانـت الـمـرأةُ تـكونُ مِقْلاتاً، فتجعلُ على نفسِها إن عاشَ لها ولدٌ أن تُهَـوِّدهُ، فـلـما أُجلِيتْ بنو النَّضيرِ كان فيهم من أبناء الأنصار، فقالوا: لا نـدَع أبـنائنا، فأنزل اللهُ عزَّ وجل: لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (سنن ابى داؤد، رقم الحديث ٢٦٨٢، باب فى الأسير يُكرهُ على الإسلام) [1]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية سنن ابى داؤد)

www.idaraghufran.org

ترجمہ:(زمانۂ جاہلیت میں انصار کی عورتوں میں یہ دستور تھا کہ) جس عورت کا بچہ زندہ نہ رہتا، تو وہ یہ نذر (ومنت) مان لیتی کہ اگر اس کا بچہ زندہ رہا، تو وہ اس کو یہودی بنادے گی، جب (اسلام کی آمد کے بعد) بنونضیر کے یہودیوں کو جلاوطن کیا گیا، تو ان میں انصار کے وہ بچے بھی تھے (جو نذر ومنت کے طور پر یہودی بنادیئے گئے تھے) انصار کہنے لگے کہ ہم اپنے لڑکوں کو نہیں جانے دیں گے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ''دین میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے اب ہدایت اور گمراہی الگ الگ ہوچکی ہے'' (یعنی اگر تمہارے یہ بچے جو اَب بالغ اور جوان ہوچکے ہیں، بخوشی اسلام قبول کریں تو تمہارے ساتھ رہ سکتے ہیں ورنہ ان کے ساتھ وہی معاملہ ہوگا جو یہودیوں کے ساتھ ہوگا) (سنن ابی داؤد)

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ :(لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ)قَالَ :كَانَتِ الْمَرْأَةُ مِنَ الْأَنْصَارِ لَا يَكَادُ يَعِيشُ لَهَا وَلَدٌ فَتَحْلِفُ لَئِنْ عَاشَ لَهَا وَلَدٌ لَتُهَوِّدَنَّهُ فَلَمَّا أُجْلِيَتْ بَنُو النَّضِيرِ إِذَا فِيهِمْ نَاسٌ مِنْ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ :يَا رَسُولَ اللَّهِ أَبْنَاؤُنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ هَذِهِ الْآيَةَ (لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ) قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ :فَمَنْ شَاءَ لَحِقَ بهم ومن شاء دخل في الإسلام (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۱۴۰) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ''لا اکراہ فی الدین'' کے متعلق فرمایا کہ (زمانۂ جاہلیت میں انصار کی عورتوں میں یہ دستور تھا کہ) جس عورت کا بچہ زندہ نہ رہتا، تو وہ یہ نذر (ومنت) مان لیتی کہ اگر اس کا بچہ زندہ رہا، تو وہ اس کو یہودی بنادے گی، جب (اسلام کی آمد کے بعد) بنونضیر کے یہودیوں کو جلاوطن کیا گیا، تو ان میں انصار کے وہ بچے بھی تھے (جو نذر ومنت کے طور پر یہودی بنادیئے

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرطهما(حاشية ابنِ حبان)

www.idaraghufran.org

گئے تھے، اوراب بڑے ہو چکے تھے) انصار کہنے لگے کہ اے اللہ کے رسول! یہ ہمارے بچے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ''لا اکراہ فی الدین'' حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ (عاقل، بالغ شخص میں سے) جو چاہے یہودیوں کے ساتھ رہے، اور جو چاہے اسلام میں داخل ہو جائے (اس پر کوئی جبر وزبردستی نہیں) (ابنِ حبان)

اس طرح کی حدیث حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مرسلاً بھی مروی ہے، جس کے آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی مذکور ہے کہ:

''اس آیت کے ذریعہ سے اُن لوگوں کو اختیار دے دیا گیا، جن کو اسلام کی آمد سے پہلے انصار نے اپنی نذر ومنت کے نتیجہ میں یہودی بنا دیا تھا کہ خواہ وہ اسلام قبول کر کے مسلمانوں کے ساتھ رہنے کو اختیار کریں، یا اپنی مرضی سے یہودی رہیں، اور یہودیوں کے ساتھ جلاوطن ہونے کو قبول کریں'' [1]

---

[1] عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، فِي قَوْلِهِ :(لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ)قَالَ :نَزَلَتْ فِي الْأَنْصَارِ ,قُلْتُ :خَاصَّةً؟ قَالَ :خَاصَّةً ,كَانَتِ الْمَرْأَةُ مِنْهُمْ إِذَا كَانَتْ نَزِرَةً أَوْ مِقْلَاةً تَنْذِرُ :لَئِنْ وَلَدَتْ وَلَدًا لَتَجْعَلَنَّهُ فِي الْيَهُودِ تَلْتَمِسُ بِذَلِكَ طُولَ بَقَائِهِ ,فَجَاءَ الْإِسْلَامُ وَفِيهِمْ مِنْهُمْ ,فَلَمَّا أُجْلِيَتِ النَّضِيرُ قَالَتِ الْأَنْصَارُ :يَا رَسُولَ اللهِ أَبْنَاؤُنَا وَإِخْوَانُنَا فِيهِمْ ,فَسَكَتَ عَنْهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , فَنَزَلَتْ :(لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ) فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :قَدْ خُيِّرَ أَصْحَابُكُمْ ,فَإِنِ اخْتَارُوكُمْ فَهُمْ مِنْكُمْ ,وَإِنِ اخْتَارُوهُمْ فَأَجْلُوهُمْ مَعَهُمْ "(السنن الكبرى للبيهقي، رقم الحديث ١٨٦٤٠)

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ :(لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ)قَالَ :نَزَلَتْ فِي الْأَنْصَارِ، قَالَ :قُلْتُ: خَاصَّةً؟ قَالَ :خَاصَّةً، كَانَتِ الْمَرْأَةُ مِنْهُمْ إِذَا كَانَتْ نَزْرَةً، أَوْ مِقْلَاتًا، تَنْذُرُ لَئِنْ وَلَدَتْ وَلَدًا لَتَجْعَلَنَّهُ فِي الْيَهُودِ، تَلْتَمِسُ بِذَلِكَ طُولَ بَقَائِهِ، فَجَاءَ الْإِسْلَامُ وَفِيهِمْ مِنْهُمْ، فَلَمَّا أُجْلِيَتِ النَّضِيرُ قَالَتِ الْأَنْصَارُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَبْنَاؤُنَا وَإِخْوَانُنَا فِيهِمْ، فَسَكَتَ عَنْهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَزَلَتْ :(لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ)فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :قَدْ خُيِّرَ أَصْحَابُكُمْ، فَإِنِ اخْتَارُوكُمْ فَهُمْ مِنْكُمْ، وَإِنِ اخْتَارُوهُمْ فَأَجْلُوهُمْ مَعَهُمْ(التفسير من سنن سعيد بن منصور، رقم الحديث ٤٢٨)

قال الدكتور سعد بن عبد الله بن عبد العزيز آل حميد:

سنده ضعيف لإرساله، وهو صحيح إلى مرسله سعيد بن جبير، وقد رواه شعبة، عن أبي بشر، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس، وهو الصحيح كما سيأتي(حاشية التفسير من سنن سعيد بن منصور)

www.idaraghufran.org

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام ''وسق'' سے روایت ہے کہ:

كُنتُ مَمْلُوكًا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنهُ، وَكُنتُ نَصْرَانِيًّا، فَكَانَ يَقُولُ لِي :يَا وَسْقُ، أَسْلِمْ، فَإِنَّكَ لَوْ أَسْلَمْتَ لَوَلَّيْتُكَ بَعْضَ أَعْمَالِ الْمُسْلِمِينَ، فَإِنَّهُ لَا يَصْلُحُ أَنْ يَلِيَ أَمْرَهُمْ مَنْ لَيْسَ عَلَى دِينِهِمْ ، فَأَبَيْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ لِي :(لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ)فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ أَعْتَقَنِي "(التفسير من سنن سعيد بن منصور، رقم الحديث ۴۳۱)

ترجمہ: میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا غلام تھا، اور میں نصرانی (یعنی عیسائی) تھا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے یہ فرمایا کرتے تھے کہ اے وسق! تم اسلام قبول کرلو، کیونکہ اگر تم اسلام قبول کرلو گے، تو میں تمہیں مسلمانوں کے کچھ کاموں کی ذمہ داری سپرد کردوں گا، کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے دین پر نہ ہو، وہ اس بات کی صلاحیت نہیں رکھتا کہ وہ مسلمانوں کے (مخصوص) کاموں کا ذمہ دار بنے، تو میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے اسلام قبول کرنے سے انکار کردیا کرتا تھا، جس کے جواب میں وہ مجھے فرماتے تھے کہ ''لا اکراہ فی الدین'' پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا، تو انہوں نے مجھے آزاد کردیا (سعید بن منصور)

اس روایت کی سند میں کچھ ضعف پایا جاتا ہے۔ [1]

وائل بن داؤد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ الْحَسَنِ، فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ :(لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ)قَالَ :لَا يُكْرَهُ أَهْلُ الْكِتَابِ عَلَى الْإِسْلَامِ(التفسير من سنن سعيد بن منصور، رقم الحديث ۴۳۰) [2]

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے اللہ عزوجل کے اس قول ''لا اکراہ فی الدین''

---

[1] قال الدكتور سعد بن عبد الله بن عبد العزيز آل حميد:
سنده ضعيف لضعف شريک من قبل حفظه وجهالة وسق(حاشية التفسير من سنن سعيد بن منصور)

[2] قال الدكتور سعد بن عبد الله بن عبد العزيز آل حميد:
سنده صحيح(حاشية التفسير من سنن سعيد بن منصور)

www.idaraghufran.org

کے بارے میں فرمایا کہ اہلِ کتاب کو اسلام لانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا (سعید بن منصور)

اس کے بعد مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حق اور ہدایت کے واضح ہوجانے کے بعد جو شخص طغیان اور ضلالت وسرکشی کی طرف بلانے والی چیزوں مثلاً بتوں اور شیاطین سے تعلق قطع کرے اور ایمان لاکر اللہ سے اپنا تعلق قائم کرے، تو اس نے ایمان کے نہایت مضبوط حلقہ کو پکڑ لیا اور اپنے آپ کو گمراہی اور ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے بچا لیا، اور اللہ پر ایمان لانا ایسے مضبوط حلقہ کی طرح ہے، جو ٹوٹ نہیں سکتا، البتہ غفلت کی وجہ سے ہاتھ سے چھوٹ سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایمان اور کفر والوں کے دعووں کو سننے والا ہے اور نیتوں کا جاننے والا ہے۔

اسلام کو مضبوط پکڑنے والا چونکہ ہلاکت اور محرومی سے محفوظ رہتا ہے، اس لئے اس کو ایسے شخص سے تشبیہ دی، جو کسی مضبوط رسی کا حلقہ ہاتھ میں مضبوط تھام کر گرنے سے محفوظ رہتا ہے۔

''طاغوت'' سے مراد گمراہ کرنے والی چیزیں ہیں، جن میں معبودانِ باطلہ، بت اور شیطان وغیرہ داخل ہیں، اس کی تفصیل اگلی آیت کی تفسیر میں آتی ہے۔

اور مضبوط حلقہ سے اسلام کو تشبیہ دی گئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ، وَوَسَطَ الرَّوْضَةِ عَمُودٌ، فِي أَعْلَى العَمُودِ عُرْوَةٌ، فَقِيلَ لِي :ارْقَهْ، قُلْتُ :لاَ أَسْتَطِيعُ، فَأَتَانِي وَصِيفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِي فَرَقِيتُ، فَاسْتَمْسَكْتُ بِالعُرْوَةِ، فَانْتَبَهْتُ وَأَنَا مُسْتَمْسِكٌ بِهَا، فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :تِلْكَ الرَّوْضَةُ رَوْضَةُ الإِسْلاَمِ، وَذَلِكَ العَمُودُ عَمُودُ الإِسْلاَمِ، وَتِلْكَ العُرْوَةُ عُرْوَةُ الوُثْقَى، لاَ تَزَالُ مُسْتَمْسِكًا بِالإِسْلاَمِ حَتَّى تَمُوتَ (صحيح البخاری، رقم الحديث ۷۰۱۴)

ترجمہ: میں نے خواب میں ایک باغ دیکھا کہ میں اس میں ہوں اور باغ کے درمیان میں ایک ستون ہے، اور ستون کے اوپر ایک حلقہ ہے، مجھے کہا گیا کہ اس پر چڑھو، میں نے کہا کہ میں نہیں چڑھ سکتا، میرے پاس خادم آیا اس نے میرے کپڑے اٹھائے، تو

میں چڑھ گیا اور میں نے اس حلقہ کو پکڑلیا، پھر میں بیدار ہو، اور میں اس حلقہ کو پکڑے ہوئے تھا، پھر میں نے یہ خواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ باغ اسلام کا باغ ہے، اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے، اور وہ حلقہ ''مضبوط حلقہ'' ہے، اور تم مرتے دَم تک اسلام کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے (بخاری)

اس واقعہ کو کچھ تفصیل کے ساتھ امام حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ [1]

اس سے معلوم ہوا کہ مضبوط حلقہ پکڑنے کو ''اسلام'' کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ اسلام مضبوط حلقہ کی طرح ہے، جس کو اگر کوئی مضبوط پکڑلے، تو وہ مرتے دَم تک چھوٹ نہیں سکتا۔

---

[1] عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادَةَ، قَالَ :كُنْتُ جَالِسًا فِي حَلْقَةِ الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ، فَقَالُوا :هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَصَلَّى فَخَرَجَ فَاتَّبَعْتُهُ فَقُلْتُ :إِنَّ الْقَوْمَ قَالُوا كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ :مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَكْذِبَ أَوْ يَقُولَ مَا لَا يَعْلَمُ وَسَأُحَدِّثُكَ لِمَ ذَا، إِنِّي رَأَيْتُ رُؤْيَا فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فَذَكَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا وَفِي وَسَطِ الرَّوْضَةِ عَمُودٌ مِنْ حَدِيدٍ، فَأَتَانِي رَجُلٌ فَقَالَ لِي :اصْعَدْ، فَقُلْتُ :لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَصْعَدَ، قَالَ :فَأَتَى بِي مُنْصَبًا مِنْ خَلْفِي، فَقَالَ :بِي اصْعَدْ، فَقُلْتُ :لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَصْعَدَ، فَصَعَّدَنِي مَعَ ثِيَابِي فَلَمَّا انْتَهَيْتُ إِلَى أَعْلَى الْعَمُودِ إِذَا فِيهِ عُرْوَةٌ فَأَدْخَلْتُ يَدِي فِي الْعُرْوَةِ فَلَقَدْ أَصْبَحْتُ وَإِنَّ الْحَلْقَةَ لَفِي يَدِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَمَا الرَّوْضَةُ فَرَوْضَةُ الْإِسْلَامِ، وَأَمَّا الْعَمُودُ فَعَمُودُ الْإِسْلَامِ، وَأَمَّا الْعُرْوَةُ فَأَخَذْتَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى فَلَا تَزَالُ ثَابِتًا عَلَى الْإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوتَ(المستدرک علی الصحيحين، رقم الحديث ٨١٩٠)

قال الحاكمُ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَوْ كَانَ الرَّجُلُ مِنْهُ مُسَمًّى لَصَحَّ عَلَى شَرْطِهِمَا "
وقال الذهبی : علی شرط البخاری ومسلم.

پروپرائیٹر: وسیم ریاض

ریاض سٹیل فرنیچر اینڈ الماری سنٹر

ہمارے ہاں الماری، کیبنٹ، سیف، آفس فرنیچر وغیرہ دستیاب ہیں

Tel: 051-5500104
Ph: 051-5962645
Mob: 0333-5585721

دوکان نمبر: M-76,77
وارث خان بس سٹاپ، راولپنڈی

بسلسلہ: اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام
اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن

شوال
اور
عیدُ الفطر
کے فضائل واحکام

اس رسالہ میں قرآن وحدیث، فقہ اور اہلِ سنت والجماعت کی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی سال کے دسویں مہینے ''شوال المکرّم'' کے فضائل، مسائل، احکام ومنکرات کو مدلل ومفصل انداز میں تحریر کیا گیا ہے، اور صدقۂ فطر، چاندرات، عید کی نماز وخطبہ، عید کی رسموں اور شش عید کے روزوں وغیرہ کے متعلق فضائل ومسائل، بدعات ومنکرات پر کلام کیا گیا ہے، اور اسی کے ساتھ آخر میں ماہِ شوال سے متعلق تاریخی واقعات کو بھی باحوالہ جمع کر دیا گیا ہے، اس طرح بحمد اللہ تعالیٰ یہ مجموعہ عوام اور اہلِ علم کے لئے یکساں طور پر مفید اور کارآمد ہو گیا ہے۔

مؤلف
مفتی محمد رضوان

جلد 3
علمی وتحقیقی رسائل

(1)...النظر والفکر فی مبدء السفر والقصر
(2)...بِدَایَةُ السَّفرِوَالْقَصْرِفِیْ حَالَةِ الْحَضْرِوَالْمِصْرِ
(3)...منعُ مبدءِ السفر قبل مبدءِ القصر
(4)...جڑواں شہروں (Twin cities) میں سفر وقصر کا حکم
(5)...محرَم کے بغیر سفر کا حکم

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 4
علمی وتحقیقی رسائل

(1)...خوارج سے متعلق احادیث کی تحقیق
(2)...کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا حکم
(3)...غیرُ اللہ کی نذر ونیاز وذبح کا حکم
(4)...رؤیتِ باری تعالیٰ
(5)...قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا حکم
(6)...خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ کا حکم
(7)...محفلِ حُسنِ قرائت کا حکم

مصنف
مفتی محمد رضوان خان

جلد 5
علمی وتحقیقی رسائل

(1)... پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت
(2)...مقدس اوراق کا حکم
(3)...قرآن مجید کو بغیر وضو چھونے کا حکم
(4)...خیرُ بقاعِ الارض کی تحقیق (یعنی شرعاً افضل ترین قطعۂ زمین کون سا ہے؟)

مصنّف
مفتی محمد رضوان خان

ملنے کا پتہ
کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

مفتی محمد رضوان

درسِ حدیث

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

بحالتِ ایمان فوت ہونے پر شفاعتِ نبی کا حصول (قسط6)

شفاعت کی تکذیب کرنے والے کی شفاعۃُ النبی سے محرومی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے کہ جس نے شفاعت کو جھٹلایا، یعنی اس کے وجود کا انکار کیا، تو اس کا شفاعت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ [1]

مگر اس سلسلہ میں راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً مروی نہیں، بلکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے۔ [2]

لیکن چونکہ شفاعت کو جھٹلانا اور اس کا انکار کرنا کیونکہ قرآن وسنت کی بے شمار نصوص کے خلاف ہے، اس لیے ایسے شخص کے شفاعت سے محروم رہنے کا اندیشہ ہے۔

صاحبِ بدعت کی شفاعۃُ النبی سے محرومی

ابنِ وضّاح قرطبی نے ''البدع'' میں بکر بن عبداللہ مزنی سے مرسلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث

[1] أَنبَأَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحِ بْنِ ذَرِيحٍ الْعُكْبَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ , عَنْ عَاصِمٍ , عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَنْ كَذَّبَ بِالشَّفَاعَةِ فَلَيْسَ لَهُ فِيهَا نَصِيبٌ(الشريعة للآجرى، رقم الحديث ٧٧٧)

وأخرج سعيد بن منصور بسند صحيح عن أنس قال من كذب بالشفاعة فلا نصيب له فيها (فتح البارى، ج ١١، ص ٤٢٦،قوله باب صفة الجنة والنار)

[2] وسئل عن حديث عاصم الأحول، عن أنس، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من كذب بالشفاعة لم يكن له منها نصيب.فقال :يرويه هارون بن حيان، عن عاصم الأحول، عن أنس مرفوعا.
وخالفه ابن المبارك وأبو معاوية الضرير؛فرواه عن عاصم، عن أنس موقوفا وهو الصواب.
وقيل :عن أبى معاوية مرفوعا .والصحيح الموقوف(العلل الواردة فى الأحاديث النبوية .،للدارقطنى،ثابت البنانى، عن أنس، رقم الحديث ٢٤٧٩)

www.idaraghufran.org

نقل کی ہے کہ میری شفاعت میری امت کے لیے اتر چکی ہے، سوائے صاحبِ بدعت کے۔ [1]

بعض حضرات نے اس حدیث کو مرسل ہونے اور بعض دوسری جہات سے ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

اورعرب کے شیخ ناصرالدین البانی صاحب نے مذکورہ حدیث کو ''منکر'' قرار دیا ہے، کیونکہ ایک تو اس کی سند میں ارسال پایا جاتا ہے، اور دوسرے اس روایت میں ''ابوعبدالسلام'' راوی مجہول ہیں۔ تیسرے صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے اہلِ کبائر کے لیے حاصل ہونے کا ذکر آیا ہے، لہٰذا ان کے بقول اس حدیث کا مضمون اس صحیح حدیث کے خلاف ہے۔

(ملاحظہ ہو: سلسلة الاحادیث الضعیفة، تحت رقم الحدیث ۲۰۹)

البتہ اگر یہ کہا جائے کہ صاحبِ بدعت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعتِ خاص حاصل نہیں ہوگی، اگرچہ وہ شفاعت بالآخر حاصل ہو جائے گی، جو ہر مومن کو حاصل ہوگی، تو پھر اس حد تک اس حدیث کا مضمون قبول ہونے میں کوئی مانع نہیں ہونا چاہئے۔

چنانچہ قیامت کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حوضِ کوثر سے بدعت کا ارتکاب کرنے والے لوگوں کو دور کیے جانے اور ہٹانے کا ذکر آیا ہے (ملاحظہ ہو: صحیح بخاری، رقم الحدیث ۶۵۷۶)

ظالم حکمران اور دین میں غلو کنندہ کی شفاعۃُ النبی سے محرومی

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " رَجُلَانِ مِنْ أُمَّتِي لَا يَنَالُهُمَا

---

[1] نا أسد قال: نا عبد الله بن خالد , عن أبي عبد السلام قال: سمعت بكر بن عبد الله المزني , أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: حلت شفاعتي لأمتي , إلا صاحب بدعة (البدع لابن وضاح، رقم الحديث ٨٥)

[2] قال محمد بن وضاح رحمه الله في كتابه "البدع والنهي عنها :"نا أسد قال: نا عبد الله بن خالد عن أبي عبد السلام قال: سمعت بكر بن عبد الله المزني أن النّبيّ صلّى الله عليه وعلى آله وسلّم قال: ((حلّت شفاعتي لأمّتي إلاّ صاحب بدعة)) .الحديث ضعيف لأنه مرسل، وفيه أيضًا أبوعبد السلام: وهو صالح بن رستم، قال ابن أبي حاتم: سألت أبي عنه، فقال: مجهول لا نعرفه.
وتعقب الذهبي كلام أبي حاتم، فقال: قلت: قد روى عنه اثنان فخفّت الجهالة .اهـ المراد من "الميزان ".
(الشفاعة لابى عبدالرحمن مقبل بن هادى "المتوفیٰ: 1422ھـ" ص٢٩٨، تحت رقم الحديث ٢١٦، فصل الأسباب المانعة من الشفاعة)

www.idaraghufran.org

شَفَاعَتِي: سُلْطَانٌ ظَلُومٌ غَشُومٌ، وَآخَرُ غَالٍ فِي الدِّينِ مَارِقٌ مِنْهُ "

(المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ٧٤٩٦)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے دو آدمیوں کو میری شفاعت حاصل نہیں ہوگی، ایک تو بہت زیادہ ظلم کرنے والے اور بہت زیادہ سخت دل حکمران کو، اور دوسرے دین میں اس طرح غلو کرنے والے کو گویا کہ وہ دین سے نکلا جاتا ہے (طبرانی)

اس حدیث کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے۔

لیکن اس کی تائید ایک دوسری سند کی روایت سے ہوتی ہے، جس کی وجہ سے اس حدیث کی سند کو ''حسن'' درجہ حاصل ہے۔ [1]

چنانچہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " صِنْفَانِ مِنْ أُمَّتِي لَنْ تَنَالَهُمَا شَفَاعَتِي: إِمَامٌ ظَلُومٌ، وَكُلُّ غَالٍ مَارِقٍ "(المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ٨٠٧٩)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے دو طرح کے لوگوں کو میری شفاعت حاصل نہیں ہوگی، ایک تو بہت زیادہ ظلم کرنے والے حکمران کو، اور دوسرے دین میں اس طرح غلو کرنے والے کو گویا کہ وہ دین سے نکلا جاتا ہے (طبرانی)

مذکورہ حدیث کی سند ''حسن'' درجہ میں معتبر ہے۔ [2]

---

[1] قال الهيثمی:رواه الطبرانی بإسنادين فی أحدهما منيع قال ابن عدی: له أفراد، وأرجو أنه لا بأس به، وبقية رجال الأول ثقات(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٩١٩٦، ٩١٩٧)

وقال الدكتور سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشّثری:الحديث بالإسناد الأول :ضعيف فيه علة واحدة وهی جهالة منيع بن عبد الله، ولكن يشهد له حديث أبی أمامة السابق (2157)، ويرقى به إلى درجة الحسن(حاشية المطالب العالية، تحت رقم الحديث ٢١٥٨)

وقال الالبانی:حديث صحيح وإسناده ضعيف(ظلال الجنة مع السنة لابنِ ابی عاصم، تحت رقم الحديث ٤١)

[2] قال الهيثمی:رواه الطبرانی فی الكبير والأوسط ورجال الكبير ثقات(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٩١٩٥، باب فی أئمة الظلم والجور وأئمة الضلالة)

وقال الدكتور سعد بن ناصر الشّثری:الحديث بهذا الإسناد حسن من أجل حال "جعفر بن سليمان، وأبی غالب "فإن كلا منهما صدوق حسن الحديث(حاشية المطالب العالية، تحت رقم الحديث ٢١٥٧)

www.idaraghufran.org

اس حدیث کوامام طبرانی نے ''المعجم الاوسط''میں بھی روایت کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو: المعجم الاوسط للطبرانی ، رقم الحدیث ۶۴۰)

جس کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے۔ ۱؎

مطلب یہ ہے کہ مذکورہ دوقسم کے لوگ ایسے ہیں کہ وہ آخرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص شفاعت سے محروم رہیں گے، ان میں ایک تو وہ حکمران ہیں، جو رعایا پر بہت زیادہ ظلم وستم کرتے ہیں، اوران کا دل سخت ہے، اسی وجہ سے بہت زیادہ ظلم وستم کرنے سے ان کے دل میں رحم اورنرمی پیدانہیں ہوتی، اور دوسرے وہ لوگ ہیں، جو دین میں اتنا زیادہ غلواور حد سے تجاوز کرتے ہیں، گویا کہ وہ دین کی حدود سے باہر ہوا چاہتے ہیں۔

پھر جب تک یہ حضرات مومن ہوں، اورایمان کی حالت میں فوت ہوں، تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص اوراول وہلے کی شفاعت سے تو محروم ہوں گے، اگر چہ بعد کے اس درجہ کی شفاعت کے مستحق ہوجائیں، جس کا ہر مومن مستحق ہوگا۔

اوراگرنعوذ باللہ یہ ایمان سے ہی خارج ہوجائیں، تو پھر وہ اس آخری درجہ کی شفاعت کے بھی مستحق نہیں ہوں گے۔ ۲؎

۱؎ قال الالبانی:رواہ الطبرانی فی "الکبیر "ورجالہ ثقات ."وقال الھیثمی فی "المجمع (5 / 235) " " :رواہ الطبرانی فی "الکبیر " و "الأوسط "، ورجال الکبیر ثقات ."وفیہ إشعار بأن إسناد الأوسط لیس کذلک، فإنہ عندہ (2 / 197 / 1)من طریق العلاء بن سلیمان عن الخلیل بن مرۃ عن أبی غالب بہ، وقال: "لم یروہ عن الخلیل إلا العلاء."قلت: وکلاھما ضعیف.

والحدیث أخرجہ ابن أبی عاصم فی "السنۃ (1 / 4) "وابن سمعون الواعظ فی "المجلس الخامس عشر (54 - 53) "من طریق موسی بن خلف العمی حدثنا المعلی ابن زیاد عن معاویۃ بن قرۃ عن معقل بن یسار مرفوعا بہ .ورجالہ ثقات غیر أن العمی ھذا صدوق لہ أوھام کما فی "التقریب "، فأخشی أن یکون قد وھم فی إسنادہ علی المعلی، لکن رواہ ابن أبی عاصم أیضا من طریق ابن المبارک حدثنی منیع حدثنی معاویۃ ابن قرۃ بہ.غیر أنی لم أعرف منیعا ھذا .واللہ أعلم (سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، تحت رقم الحدیث ۴۷۰)

۲؎ (صنفان) أی نوعان (من أمتی لا) وفی روایۃ لن (تنالھما شفاعتی إمام) أی سلطان (ظلوم) أی کثیر الظلم للرعیۃ (غشوم) أی جاف غلیظ قاسی القلب ذو عنف وشدۃ (وکل غال) فی الدین (مارق) منہ زاد مخرجہ الطبرانی فی روایۃ تشھد علیھم وتتبرأ منھم وأخذ الذھبی من ھذا الوعید أن الظلم والغلو من الکبائر فعدھما منھا.(طب عن أبی ھریرۃ) قال الھیثمی: رواہ الطبرانی فی الکبیر والأوسط ورجال الکبیر ثقات ورواہ عنہ الدیلمی أیضا قال: وفی الباب معقل بن یسار(فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۵۰۴۳)

احادیث میں ظالم وجابر حکمرانوں پر بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں۔

اور اسلام میں دین کے اندر غلو کرنے کی بھی بڑی برائی بیان کی گئی ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالْغُلُوِّ فِي الدِّينِ

(مسند احمد،رقم الحديث ۱۸۵۱،علیٰ شرط مسلم)

ترجمہ: اور تم دین میں غلو پیدا کرنے سے بچو، پس تم سے پہلے لوگ دین میں غلو کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوگئے (مسند احمد)

دین میں غلو کا مطلب یہ ہے کہ دین میں بے جا تشدد اور سختی کی جائے، اور حد سے تجاوز کیا جائے، اور دین کے معاملات میں خواہ مخواہ کھود کرید کی جائے۔

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

سنتوں کی قضاء کے متعلق ولی اللّٰہی موقف

(بسلسلہ: شاہ ولی اللہ صاحب کا فقہ واجتہاد میں توسع واعتدال: قسط11)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ اپنی کتاب ’’المسوّیٰ شرح الموطأ‘‘ میں فرماتے ہیں:

(مالک)أنه بلغه أن عبد الله بن عمر فاتته ركعتا الفجر .فقضاهما بعد أن طلعت الشمس. (مالک)عن عبد الرحمن بن القاسم، عن القاسم بن محمد: أنه صنع مثل الذى صنع ابن عمر.

قلت: فى المنهاج فلو فات النفل المؤقت ندب قضاؤه ، وفى العالمكيرية: والسنن إذا فاتت عن وقتها لم يقضها إلا ركعتى الفجر إذا فاتتا مع الفرض قضى الى وقت الزوال، وبدونه لا يقضى، خلافا لعبدالله (المسوىٰ شرح الموطأ، الجزء الاول، ص ۲۰۵، كتاب صلاة الليل،باب قضاء ركعتى الفجر ، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان)

ترجمہ: امام مالک سے روایت ہے کہ انہیں یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی فجر کی دو (پہلے کی سنت) رکعتیں فوت ہوگئیں، تو انہوں نے ان کو سورج طلوع ہونے کے بعد قضاء کیا۔

امام مالک سے عبدالرحمٰن بن قاسم روایت کرتے ہیں کہ قاسم محمد نے بھی حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی طرح عمل کیا۔

میں (یعنی ولی اللہ) کہتا ہوں کہ (شافعی فقہ کی کتاب) منہاج میں ہے کہ اگر وقتی نفل (وسنت) نماز قضاء ہوجائے، تو اس کی قضاء مستحب ہے۔

اور (حنفیہ کی کتاب) عالمگیریہ میں ہے کہ جب سنتیں اپنے وقت پر پڑھنے سے رہ

www.idaraghufran.org

جائیں، تو ان کی قضاء نہیں کی جائے گی، سوائے فجر کی دوسنتوں کے کہ جب یہ فرض نماز کے ساتھ قضاء ہوجائیں، تو انہیں (اسی دن) زوال کے وقت تک قضاء کیا جائے گا (اس دن زوال کا وقت گزر جانے کے بعد قضاء نہیں کیا جائے گا) اور اگر فجر کی یہ سنتیں فرض کے بغیر رہ جائیں، تو (فجر کے فرض ادا کرلینے کے بعد) ان کی قضاء کی ضرورت نہیں ہوگی، لیکن اس میں عبداللہ (یعنی امام محمد) کا اختلاف ہے (ان کے نزدیک تنہا سنت رہ جانے کی صورت میں بھی زوال تک قضاء کرنا بہتر ہے) (المسوی)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مذکورہ عبارت میں حنفیہ اور شافعیہ کے اجمالی موقف کا ذکر فرمایا ہے، لیکن انہوں نے اس سلسلہ میں اپنے رجحان کا ذکر نہیں فرمایا، جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک اس مسئلہ میں فقہائے کرام کے مختلف اقوال میں سے کسی بھی قول پر عمل کرلینے کی گنجائش ہے۔

جہاں تک اس مسئلہ کی تفصیل کا ذکر ہے، تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ جن فرض نمازوں کے ساتھ والی سنت نمازوں کو وقت پر ادا نہ کیا جاسکے، اور وقت ختم ہوجائے تو حنفیہ اور مالکیہ وغیرہ کے نزدیک فجر کی سنتوں کے علاوہ کو قضاء کرنے کا حکم نہیں رہتا۔

لیکن اگر کوئی برکت حاصل کرنے اور عادت کو برقرار رکھنے کے لئے کسی وقت کی چھوٹی ہوئی عام سنتوں ونفلوں کی تلافی کے لئے کسی دوسرے وقت میں پڑھ لے، اور وہ مکروہ وقت بھی نہ ہو، تو اس میں بھی حرج نہیں، اگرچہ ان پر حقیقی قضاء کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ [1]

---

[1] أما النفل – سواء منه المطلق أو المترتب بسبب أو وقت – فقد اختلف الفقهاء فى قضائه إذا فات: فعند الحنفية والمالكية لا يقضى شىء من السنن سوى سنة الفجر......

وعند الحنابلة قال الإمام أحمد: لم يبلغنا أن النبى صلى الله عليه وسلم قضى شيئا من التطوع إلا ركعتى الفجر والركعتين بعد العصر، وقال القاضى وبعض الأصحاب: لا يقضى إلا ركعتا الفجر وركعتا الظهر .

وقال ابن حامد: تقضى جميع السنن الرواتب، لأن النبى صلى الله عليه وسلم قضى بعضها وقسنا الباقى عليه .وفى شرح منتهى الإرادات: يسن قضاء الرواتب إلا ما فات مع فرضه وكثر فالأولى تركه، إلا سنة فجر، فيقضيها مطلقا لتأكدها.

وللشافعية قولان: أحدهما أن السنن الراتبة لا تقضى؛ لأنها صلاة نفل، فلم تقض، كصلاة الكسوف

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

البتہ متعدد احادیث وروایات میں فجر سے پہلے کی دو سنتیں رہ جانے کی صورت میں ان کو بعد میں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والاستسقاء، والثاني تقضي لقوله صلى الله عليه وسلم: من نام عن صلاة أو سها فليصلها إذا ذكرها(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢ ص٣٣٧، ٣٣٨، ملخصاً، مادة "أداء")

إذا فات التطوع – سواء المطلق، أو المقيد بسبب أو وقت – فعند الحنفية والمالكية لا يقضى سوى ركعتي الفجر...... وعند الحنابلة، قال الإمام أحمد: لم يبلغنا أن النبي صلى الله عليه وسلم قضى شيئا من التطوع، إلا ركعتي الفجر والركعتين بعد العصر.

وقال القاضي وبعض الأصحاب: لا يقضى إلا ركعتا الفجر وركعتا الظهر.

وقال ابن حامد: تقضى جميع السنن الرواتب، لأن النبي صلى الله عليه وسلم قضى بعضها، وقسنا الباقي عليها.

وفي شرح منتهى الإرادات: يسن قضاء الرواتب، إلا ما فات مع فرضه وكثر، فالأولى تركه، إلا سنة الفجر فيقضيها مطلقا لتأكدها(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٢ ص١٥٧، ١٥٨، ملخصاً، مادة "تطوع")

وأما قضاء سنة الفجر إذا فاتت فعند الحنفية لا تقضى إلا إذا فاتت مع الفجر، وإذا فاتت وحدها فلا تقضى . وعند جمهور الفقهاء تقضى سواء فاتت وحدها أو مع الفجر .واختلف في الوقت الذي يمتد إليه القضاء ، فعند الحنفية والمالكية :تقضى إلى الزوال، وعند الحنابلة إلى الضحى، وعند الشافعية تقضى أبدا .وهذا في الجملة .وينظر تفصيل ذلك في مكان آخر (ر :نفل. قضاء) (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢،ص٣٣٧،وص ٣٣٨، ماده أداء)

يرى الحنفية والمالكية على المشهور، والحنابلة في قول :أن السنن -عدا سنة الفجر -لا تقضى بعد الوقت ثم اختلف الحنفية في قضاء هذه السنن تبعا للفرض، فقال بعضهم :يقضيها تبعا، لأنه كم من شيء يثبت ضمنا ولا يثبت .قصدا.

وقال بعضهم :لا يقضيها تبعا كما لا يقضيها مقصودة، قال العيني :وهو الأصح، لاختصاص القضاء بالواجب ، وفي مختصر البحر :ما سوى ركعتي الفجر من السنن إذا فاتت مع الفرض يقضى عند العراقيين كالأذان والإقامة، وعند الخراسانيين لا يقضى.

وأما سنة الفجر فإنها تقضى تبعا للفرض إلى وقت الزوال عند أبي حنيفة وأبي يوسف، سواء كان قضى الفرض بالجماعة، أو قضاه وحده ، وقال محمد :تقضى منفردة بعد الشمس قبل الزوال ، فلا قضاء لسنة الفجر منفردة قبل الشمس ولا بعد الزوال باتفاق الحنفية، وسواء صلى منفردا أو بجماعة .

ثم اختلف مشايخ ما وراء النهر في قضاء سنة الفجر تبعا للفرض فيما بعد الزوال، فقال بعضهم :تقضى تبعا، وقال بعضهم :لا تقضى تبعا ولا مقصودة .

وصرح المالكية بأنه لا يقضى نفل خرج وقته سوى سنة الفجر فإنها تقضى بعد حل النافلة للزوال سواء كان معها الصبح أو لا .

ويرى الشافعية أن النوافل غير المؤقتة كصلاة الكسوفين والاستسقاء وتحية المسجد لا مدخل للقضاء فيها، وأما النوافل المؤقتة كالعيد والضحى، والرواتب التابعة للفرائض، ففي قضائها عندهم أقوال :أظهرها :

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔ [1]

اس لیے اکثر فقہائے کرام کے نزدیک فجر کی سنتوں کو ایک حد تک فجر کے فرضوں کے ادا کر لینے کے بعد پڑھ لینے کا حکم ہے۔ [2]

اس کے بعد عرض ہے کہ امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگرد امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک تو فجر کی سنتوں کے رہ جانے کی صورت میں ان کو طلوع کے بعد اس دن زوال تک صرف اس صورت میں پڑھ لینا مناسب ہے، جبکہ سنتیں فرضوں کے ساتھ قضا ہوئی ہوں، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے دوسرے شاگرد امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک تنہا سنتیں رہ جانے کی صورت میں بھی طلوع کے بعد اس دن زوال تک قضا کر لینا بہتر ہے۔

مگر فرض نماز پڑھ لینے کے بعد فجر کی سنتوں کی اتنی تاکید باقی نہیں رہتی، جتنی فرض پڑھنے سے پہلے موجود ہوتی ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

أنها تقضى، والثانی :لا، والثالث :ما استقل كالعيد والضحى قضى، وما كان تبعا كالرواتب فلا.

وعلى القول بأنها تقضى، فالمشهور :أنها تقضى أبدا، والثانی :تقضى صلاة النهار ما لم تغرب شمسه، وفائت الليل ما لم يطلع فجره فيقضى ركعتى الفجر ما دام النهار باقيا، والثالث :يقضى كل تابع ما لم يصل فريضة مستقبلة، فيقضى الوتر ما لم يصل الصبح، ويقضى سنة الصبح ما لم يصل الظهر، والباقی على هذا المثال، وقيل :على هذا الاعتبار بدخول وقت المستقبلة، لا بفعلها.

ويرى الحنابلة على المذهب أن من فاته شىء من السنن الرواتب سن له قضاؤها، وعن أحمد :لا يستحب قضاؤها، وعنه :يقضى سنة الفجر إلى الضحى، وقيل :لا يقضى إلا سنة الفجر إلى وقت الضحى وركعتى الظهر(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۴، ص۳۸، مادة "قضاء الفوائت")

[1] عن أبى هريرة أن النبى – صلى الله عليه وسلم – نام عن ركعتى الفجر، فقضاهما بعدما طلعت الشمس (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۱۱۵۵)

قال شعيب الارنؤوط:إسناده حسن(حاشية سنن ابنِ ماجه)

عن أبى هريرة، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: من لم يصل ركعتى الفجر فليصليهما إذا طلعت الشمس (صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ۲۴۷۲)

قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح على شرط البخارى(حاشية صحيح ابنِ حبان)

[2] وأما قضاء سنة الفجر إذا فاتت فعند الحنفية لا تقضى إلا إذا فاتت مع الفجر، وإذا فاتت وحدها فلا تقضى .وعند جمهور الفقهاء تقضى سواء فاتت وحدها أو مع الفجر .واختلف فى الوقت الذى يمتد إليه القضاء، فعند الحنفية والمالكية: تقضى إلى الزوال، وعند الحنابلة إلى الضحى، وعند الشافعية تقضى أبدا. وهذا فى الجملة .وينظر تفصيل ذلک فى مكان آخر(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲ ص۳۳۸،مادة "أدا")

www.idaraghufran.org

ہمارے نزدیک امام محمد رحمہ اللہ کا قول دلائل کے لحاظ سے زیادہ راجح اور مضبوط ہے، کئی قولی وفعلی احادیث سے بھی اسی قول کی تائید ہوتی ہے۔ [1]

مالکیہ کا موقف بھی امام محمد رحمہ اللہ کے مطابق ہے کہ فجر کی سنتوں کو اس صورت میں بھی پڑھ لینا چاہیے، جب فرضوں کے ساتھ رہ جائیں، اور اس صورت میں بھی پڑھ لینا چاہیے، جب فرضوں کے بغیر رہ جائیں، اور شافعیہ کے راجح قول کے مطابق نوافلِ موقتہ (یعنی جن سنت ونفل نمازوں کے اوقات متعین ہیں، جیسا کہ پانچ وقت کی فرض نمازوں کے ساتھ کی سنتیں) تو ان کی قضا مستحب ہے، اور حنابلہ کے نزدیک فجر کی سنتوں کی تو بہرحال قضا بہتر ہے، خواہ کتنا ہی وقت کیوں نہ گزر گیا ہو، اور کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہوں، اور ان کے نزدیک ایک قول کے مطابق دیگر موکدہ سنتوں کا بھی یہی حکم ہے، اِلّا یہ کہ وہ زیادہ مقدار میں ہوں۔ [2]

---

[1] علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے بھی ”سنن الترمذی“ کی شرح میں امام محمد رحمہ اللہ کے قول کو مختار قرار دیا ہے۔

والسنن إذا فاتت عن وقتها لم يقضها إلا ركعتى الفجر إذا فاتتا مع الفرض يقضيهما بعد طلوع الشمس إلى وقت الزوال ثم يسقط هكذا فى محيط السرخسى وهو الصحيح .هكذا فى البحر الرائق وإذا فاتتا بدون الفرض لا يقضى عندهما خلافا لمحمد – رحمه الله تعالى – .كذا فى محيط السرخسى(الفتاوىٰ الهندية، ج ۱ ص ۱۱۲ ، كتاب الصلاة، الباب التاسع فى النوافل)

وإذا فاتت ركعتا الفجر فنقول :لا يقضيهما بعد طلوع الشمس وهو القول القديم للشافعى، وأما جديده فهو أن يصلى قبل طلوع الشمس، وأما مالك وأحمد فموافقان لأبى حنيفة، وقال محمد بن حسن :يقضيهما بعد طلوع الشمس قبل الزوال وهو المختار، فإن أبا حنيفة، وأبا يوسف أيضا لا يمنعان من القضاء بعد طلوع الشمس، وفى الدر المختار قضاء الفرض فرض، وقضاء الواجب واجب وقضاء السنن سنة(العرف الشذى شرح سنن الترمذى، ج ۱ ،ص ۴۰۱ ،باب ما جاء فيمن تفوته الركعتان قبل الفجر يصليهما بعد صلاة الصبح)

[2] قال الحنفية: السنن الرواتب عموما إذا فاتت فإنها لا تقضى، إلا سنة الفجر إذا فاتت مع الفريضة فإنها تقضى معها بعد ارتفاع الشمس، أما إذا فاتته وحدها فلا يقضيها قبل طلوع الشمس؛ لأنها من مطلق النفل، وهو مكروه بعد الصبح إلى أن ترتفع الشمس، ولم يثبت أنه صلى الله عليه وسلم أداهما فى غير وقتهما على الانفراد، وإنما قضاهما تبعا للفرض غداة ليلة التعريس .وعند أبى حنيفة وأبى يوسف لا يقضيهما بعد ارتفاعها، وعند محمد بن الحسن أنه يقضيهما إلى وقت الزوال لفعله صلى الله عليه وسلم حيث قضاهما بعد ارتفاع الشمس غداة ليلة التعريس، وليلة التعريس كانت حين قفل النبى صلى الله عليه وسلم راجعا من غزوة خيبر.

وأما سنة الظهر القبلية إذا فاتت فإنها تؤدى بعد الفرض، وقد اختلف فى تقديمها على السنة البعدية وتأخيرها عنها، فعند أبى حنيفة وأبى يوسف يؤديهما بعد السنة البعدية، وعند محمد يؤديهما قبل السنة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

جہاں تک فجر سے پہلے کی سنتوں کے رہ جانے کی صورت میں ان کو فرضوں کے بعد پڑھنے کے مسئلہ کا تعلق ہے کہ حدیث میں ایک صحابی کے سورج طلوع ہونے سے پہلے اور فجر کی نماز کے بعد

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

البعدية .وأما بقية السنن الرواتب إذا فاتت مع فرائضها، فقد اختلف فيها فقهاء الحنفية، فقال بعضهم :لا تقضى تبعا كما لا تقضى قصدا، وهو الأصح .وقال البعض الآخر :تقضى تبعا للفرض بناء على جعل الوارد فى قضاء سنة الفجر واردا فى غيرها من السنن الفائتة مع فرائضها إلغاء لخصوص المحل. وقد استدل أبو حنيفة وأبو يوسف على عدم قضاء سنة الفجر إذا فاتت وحدها :بأن السنة عموما لا تقضى لاختصاص القضاء بالواجب، لأن القضاء تسليم مثل ما وجب بالأمر .والحديث ورد فى قضائها تبعا للفرض، فبقى ما وراء ه على الأصل، وإنما تقضى تبعا له .وهو لا يصلى بالجماعة أو وحده إلى وقت الزوال. وبالحديث الذى روته أم سلمة -رضى الله عنها -قالت :صلى النبى صلى الله عليه وسلم العصر، ثم دخل بيتى فصلى ركعتين، فقلت يا رسول الله صليت صلاة لم تكن تصليها؟ فقال :قدم على مال فشغلنى عن الركعتين كنت أركعهما بعد الظهر، فصليتهما الآن، فقلت :يا رسول الله، أفنقضيهما إذا فاتتا؟ فقال: لا.

وقال المالكية :لا يقضى من النوافل إلا سنة الفجر فقط، سواء كانت مع صلاة الصبح أم لا، ونقل عن بعضهم القول بحرمة قضاء النوافل ما عدا سنة الفجر.

وقال الشافعية فى الأظهر من المذهب :يستحب قضاء النوافل المؤقتة، ومقابل الأظهر أن السنن المؤقتة لا تقضى إذا فاتت، لأنها نوافل، فهى تشبه النوافل غير المؤقتة، وهذه لا تقضى إذا فاتت .وفى قول ثالث للشافعية :إن لم يتبع النفل المؤقت غيره كالضحى قضى لشبهه بالفرض فى الاستقلال، وإن تبع غيره كالرواتب فلا تقضى . واستدلوا للأظهر بعموم قوله صلى الله عليه وسلم :من نسى صلاة أو نام عنها فكفارتها أن يصليها إذا ذكرها ولقضائه صلى الله عليه وسلم سنة الفجر ليلة التعريس .ولقوله ﷺ :من نام عن وتره أو نسيه فليصله إذا ذكره .وبحديث أم سلمة السابق.

وقال الحنابلة :تقضى السنن الرواتب الفائتة مع الفرائض إذا كانت قليلة، فإذا كانت كثيرة فالأولى تركها، إلا سنة الفجر فإنها تقضى ولو كثرت .واحتجوا لأولوية ترک ما كثر بفعل النبى صلى الله عليه وسلم يوم الخندق، لم ينقل عنه أنه صلى بين الفرائض المقضية؛ ولأن الاشتغال بالفرض أولى.

قال الحنابلة :للزوجة والأجير -ولو خاصا -فعل السنن الرواتب مع الفرض لأنها تابعة له ولا يجوز منعهما من السنن لأن زمنها مستثنى شرعا كالفرائض (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۵، ص۲۸۴، الیٰ ص ۲۸۶، مادة "السنن الرواتب" حكم قضائها اذا فات)

وأما قضاء سنة الفجر إذا فاتت فعند الحنفية لا تقضى إلا إذا فاتت مع الفجر، وإذا فاتت وحدها فلا تقضى . وعند جمهور الفقهاء تقضى سواء فاتت وحدها أو مع الفجر .واختلف فى الوقت الذى يمتد إليه القضاء ، فعند الحنفية والمالكية :تقضى إلى الزوال، وعند الحنابلة إلى الضحى، وعند الشافعية تقضى أبدا .وهذا فى الجملة .وينظر تفصيل ذلک فى مكان آخر (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص۳۳۸، مادة "أداء" ،تأخير الأداء عن وقت الوجوب)

(قوله ولا يقضيها إلا بطريق التبعية إلخ) أى لا يقضى سنة الفجر إلا إذا فاتت مع الفجر فيقضيها تبعا

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

www.idaraghufran.org

چھوٹی ہوئی ان دو رکعتوں کے پڑھنے کا ذکر آیا ہے، جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نکیر نہیں فرمائی، اور سکوت اختیار فرمایا۔ ل

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾لقضائه لو قبل الزوال؛ وما إذا فاتت وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالإجماع، لكراهة النفل بعد الصبح .وأما بعد طلوع الشمس فكذلك عندهما .وقال محمد :أحب إلى أن يقضيها إلى الزوال كما في الدرر .قيل هذا قريب من الاتفاق لأن قوله أحب إلى دليل على أنه لو لم يفعل لا لوم عليه . وقالا :لا يقضى، وإن قضى فلا بأس به، كذا في الخبازية؛ ومنهم من حقق الخلاف وقال الخلاف في أنه لو قضى كان نفلا مبتدأ أو سنة، كذا في العناية يعني نفلا عندهما سنة عنده كما ذكره في الكافي إسماعيل (ردالمحتار، ج٢، ص٥٧، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة)

ومحمد يقول أحب إلى أن يقضي وإن لم يفعل لا شيء عليه(حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، ج ١، ص ٤٥٣،باب ادراك الفريضة)

ل حدثنا محمد بن عمرو السواق، قال: حدثنا عبد العزيز بن محمد، عن سعد بن سعيد، عن محمد بن إبراهيم، عن جده قيس قال: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأقيمت الصلاة، فصليت معه الصبح، ثم انصرف النبى صلى الله عليه وسلم فوجدنى أصلى، فقال: مهلا يا قيس، أصلاتان معا، قلت: يا رسول الله، إنى لم أكن ركعت ركعتى الفجر، قال: فلا إذن(سنن الترمذى، رقم الحديث ٤٢٢)

قال الترمذى: حديث محمد بن إبراهيم لا نعرفه مثل هذا إلا من حديث سعد بن سعيد، وقال سفيان بن عيينة: سمع عطاء بن أبى رباح، من سعد بن سعيد هذا الحديث، وإنما يروى هذا الحديث مرسلا، وقد قال قوم من أهل مكة بهذا الحديث، لم يروا بأسا أن يصلى الرجل الركعتين بعد المكتوبة قبل أن تطلع الشمس: "وسعد بن سعيد هو أخو يحيى بن سعيد الأنصارى، وقيس هو جد يحيى بن سعيد الأنصارى، ويقال: هو قيس بن عمرو، ويقال: ابن قهد،وإسناد هذا الحديث ليس بمتصل محمد بن إبراهيم التيمى لم يسمع من قيس ، وروى بعضهم هذا الحديث عن سعد بن سعيد، عن محمد بن إبراهيم، أن النبى صلى الله عليه وسلم خرج فرأى قيسا وهذا أصح من حديث عبد العزيز، عن سعد بن سعيد "(سنن الترمذى، رقم الحديث ٤٢٢)

حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، ثنا الربيع بن سليمان، ثنا أسد بن موسى، ثنا الليث بن سعد، عن يحيى بن سعيد، عن أبيه، عن جده، أنه جاء والنبى صلى الله عليه وسلم يصلى صلاة الفجر فصلى معه، فلما سلم قام فصلى ركعتى الفجر، فقال: له النبى صلى الله عليه وسلم ما هاتان الركعتان؟ فقال: لم أكن صليتهما قبل الفجر، فسكت ولم يقل شيئا(مستدرك حاكم، رقم الحديث ١٠١٧)

قال الحاكم:قيس بن فهد الأنصارى صحابى، والطريق إليه صحيح على شرطهما وقد رواه محمد بن إبراهيم التيمى، عن قيس بن فهد.

وقال الذهبى فى التلخيص:قيس بن فهد صحابى وله شاهد.

أخبرناه عبد الله بن محمد الصيدلانى، ثنا إسماعيل بن قتيبة السلمى، ثنا أبو بكر بن أبى شيبة،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

جس کے پیشِ نظر امام احمد اور امام شافعی رحمہما اللہ وغیرہ نے فرمایا کہ اگر کسی کی فجر کی سنتیں رہ جائیں، تو اُن کو فجر کے فرضوں کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے پڑھنا بھی جائز ہے، کیونکہ اگر یہ عمل ناجائز ہوتا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے سکوت اختیار نہ فرماتے، اور اس پر تنبیہ ونکیر فرماتے۔

تاہم اکثر قولی احادیث کی وجہ سے فجر کی ان سنتوں کو سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھنا زیادہ بہتر ہے، اسی وجہ سے متعدد احادیث وروایات میں ان کو سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھنے کا ذکر آیا ہے، نیز مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فجر سے پہلے کی دو سنتیں رہ جانے کی صورت میں ان کو فوراً فجر کی نماز کے بعد اور سورج طلوع ہونے سے پہلے پڑھنے کا عام معمول اور رواج نہیں تھا، اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے فجر کی نماز کے بعد دو رکعت پڑھنے پر سوال کیا، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم ہونے کے بعد اس پر تنبیہ اور نکیر بھی نہیں فرمائی۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ ثنا عبد الله بن نمير، ثنا سعد بن سعيد، حدثني محمد بن إبراهيم التيمي، عن قيس بن فهد، قال: رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلا يصلي بعد صلاة الصبح ركعتين، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أصلاة الصبح مرتين؟ فقال الرجل: لم أكن صليت الركعتين اللتين قبلها فصليتها الآن، قال: فسكت عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم(مستدرك حاكم، رقم الحديث ١٠١٨)

أخبرنا محمد بن إسحاق بن خزيمة، ووصيف بن عبد الله الحافظ بأنطاكية، ومحمد بن المنذر بن سعيد بهراة،وعمران بن موسى الجرجاني بطرسوس، وعدة قالوا: حدثنا الربيع بن سليمان، حدثنا أسد بن موسى، حدثنا الليث بن سعد، حدثنا يحيى ابن سعيد، عن أبيه .عن جده قيس بن قهد:أنه صلى مع رسول الله – صلى الله عليه وسلم الصبح ولم يكن ركع الركعتين قبل الفجر، فلما سلم رسول الله – صلى الله عليه وسلم – قام فركع ركعتي الفجر– ورسول الله– صلى الله عليه وسلم – ينظر إليه– فلم ينكر ذلک عليه (موارد الظمآن الیٰ زوائد ابنِ حبان، رقم الحديث٦٢٤، باب الصلاة ذات السبب بعد الصبح)

قال حسين سليم اسد الدارانی:إسناده جيد، سعيد بن قيس ترجمه البخاری فی الكبير 3/ 508ولم يورد فيه جرحا ولا تعديلا، وتبعه على ذلک ابن أبی حاتم فی "الجرح والتعديل 4/ 55 - 56 "، ولم أو فيه جرحا، وروى عنه أكثر من واحد، ووثقه ابن حبان، وصحح ابن خزيمة، والحاكم، والذهبی حديثه(حاشية موارد الظمآن)

[1] فصل :فأما قضاء سنة الفجر بعدها فجائز، إلا أن أحمد اختار أن يقضيهما من الضحى، وقال :إن صلاهما بعد الفجر أجزأ، وأما أنا فأختار ذلک .وقال عطاء ، وابن جريج، والشافعی :يقضيهما بعدها؛ لما

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

بہرحال امام احمد اور امام شافعی رحمہما اللہ وغیرہ کے نزدیک فجر کی متروکہ (یعنی چھوٹی ہوئی) سنتوں کو فجر کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے پڑھنا بھی جائز ہے، اگرچہ خلافِ اولیٰ ہے؛ اور مختار وافضل اُن کے نزدیک بھی سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھنا ہے، بلکہ بعض حضرات کے بقول امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک سورج طلوع ہونے سے پہلے ان دو رکعتوں کو پڑھ لینے کی صورت میں یہ سنتیں ادا شمار ہوتی ہیں، قضاء نہیں کہلاتیں، کیونکہ سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے فجر کی نماز کا اداوقت رہتا ہے، اسی لیے اگر کوئی اس وقت میں فجر کی نماز پڑھے، تو وہ اداء نماز پڑھنے والا کہلاتا ہے۔ [1]

جہاں تک اس سلسلہ میں حنفیہ کے موقف کا تعلق ہے، تو اگرچہ موجودہ دور کے بہت سے حنفی علماء اور اصحابِ فتویٰ حضرات فجر سے پہلے کی چھوٹی ہوئی سنتوں کو فرض ادا کر لینے کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے پڑھنے پر کراہتِ تحریمی کا حکم لگاتے ہیں، مگر ہمیں دلائل کی رُو سے اس کراہتِ تحریمی کے حکم پر اطمینان نہیں ہوسکا، کیونکہ بے شک یہ وقت عام نوافل کے لئے کراہت کا ہے،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

روى عن قيس بن فهد، قال :رآني رسول الله -صلى الله عليه وسلم -وأنا أصلي ركعتي الفجر بعد صلاة الفجر، فقال :ما هاتان الركعتان يا قيس؟ .قلت :يا رسول الله لم أكن صليت ركعتي الفجر، فهما هاتان . رواه الإمام أحمد، وأبو داود، والترمذي .وسكوت النبي -صلى الله عليه وسلم -يدل على الجواز، ولأن النبي -صلى الله عليه وسلم -قضى سنة الظهر بعد العصر، وهذه في معناها، ولأنها صلاة ذات سبب، فأشبهت ركعتي الطواف .وقال أصحاب الرأي :لا يجوز؛ لعموم النهي، ولما روى أبو هريرة قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-من لم يصل ركعتي الفجر فليصلهما بعدما تطلع الشمس .رواه الترمذي، وقال :لا نعرفه إلا من حديث عمرو بن عاصم .قال ابن الجوزي، -رحمه الله :-وهو ثقة، أخرج عنه البخاري .وكان ابن عمر يقضيهما من الضحى، وحديث قيس مرسل، قاله أحمد، والترمذي، لأنه يرويه محمد بن إبراهيم عن قيس، ولم يسمع منه، وروى من طريق يحيى بن سعيد عن جده، وهو مرسل أيضا، ورواه الترمذي، قال :قلت يا رسول الله :إني لم أكن ركعت ركعتي الفجر .قال :فلا إذا .وهذا يحتمل النهي .وإذا كان الأمر هكذا كان تأخيرها إلى وقت الضحى أحسن؛ لنخرج من الخلاف، ولا نخالف عموم الحديث، وإن فعلها فهو جائز؛ لأن هذا الخبر لا يقصر عن الدلالة على الجواز .والله أعلم(المغني لابن قدامة، ج۲،ص ۸۹، كتاب الصلاة،باب الساعات التي نهى عن الصلاة فيها،فصل قضاء سنة الفجر بعدها)

[1] فصل :فأما قضاء سنة الفجر بعدها فجائز، إلا أن أحمد اختار أن يقضيهما من الضحى، وقال :إن صلاهما بعد الفجر أجزأ، وأما أنا فأختار ذلك (المغني لابن قدامة، ج۲،ص ۸۹، كتاب الصلاة،باب الساعات التي نهى عن الصلاة فيها،فصل قضاء سنة الفجر بعدها)

www.idaraghufran.org

جس پر کئی احادیث دلالت کرتی ہیں، لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ طلوعِ فجر کے بعد سے لے کر سورج طلوع ہونے کے درمیان والے وقت میں عام نوافل پڑھنے کے مکروہ ہونے کے حکم سے فجر کی سنتوں کو استثناء حاصل ہے، جس سے معلوم ہوا کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے تطوُّع اور نوافل کی کراہت کا حکم اپنے اطلاق کے ساتھ فجر کی سنتوں پر جاری نہیں ہوتا، اور سورج طلوع ہونے سے پہلے یہ وقت فجر کے وقت میں داخل ہے، جو ایک حیثیت سے فجر کی سنتوں کا بھی ادا وقت ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر کسی شخص نے فرض ادا نہ کیے ہوں، تو وہ اس وقت بلا کراہت سنت پڑھ کر فرض ادا کرسکتا ہے، مزید براں ایک صحابی سے اس وقت میں فجر کی سنتوں کا پڑھنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سکوت فرمانا بھی ثابت ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی عمل پر سکوت ہونے کی صورت میں اس پر مکروہ تحریمی ہونے کا حکم لگانا راجح معلوم نہیں ہوتا۔

اس لئے ہمیں فجر کے فرض پڑھ لینے کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی رہی ہوئی سنتوں کے پڑھنے پر مکروہ تحریمی کے بجائے اس وقت فجر کی رہی ہوئی سنتوں کے پڑھنے پر سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھنے کے مقابلہ میں زیادہ سے زیادہ کراہتِ تنزیہی یا خلافِ اولیٰ کا حکم لگانا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

خاص طور پر جبکہ بہت سے لوگ مصروفیات کے باعث سورج طلوع ہونے کے بعد بالکل ادا کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں، اور اگر فرضوں کے بعد پڑھنے کی گنجائش دی جائے، تو پڑھ لیتے ہیں، ان حالات میں بالکل نہ پڑھنے کے مقابلہ میں اگر کوئی پڑھ لیتا ہے، تو اسے قابلِ ملامت وقابلِ نکیر قرار دینا مناسب معلوم نہیں ہوتا، جیسا کہ گزرا۔

اور یہ تفصیل امام احمد اور امام شافعی رحمہما اللہ وغیرہ کے قول کے بھی مطابق ہے۔

جہاں تک اکثر احادیث میں ان سنتوں کے طلوعِ فجر کے بعد پڑھنے کے ذکر کا معاملہ ہے، تو ان کو اولیت واستحباب پر محمول کرنے میں حرج معلوم نہیں ہوتا۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ فجر سے پہلے کی سنتیں رہ جانے کی صورت میں ان کو سورج طلوع ہونے سے پہلے یا سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھنے کے متعلق جو طرفین سے تشدد کیا جاتا ہے، وہ

www.idaraghufran.org

درست اور معتدل طرزِ عمل نہیں، اور اس میں اعتدال کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ [1]

[1] مندرجہ بالا تحقیق فی ما بینی وبین اللہ بندہ کے اپنے اطمینان ورُجحان پر مبنی ہے۔ اگر دیگر اہلِ علم اپنے دلائل کے پیشِ نظر اس پر مطمئن نہ ہوں، تو وہ ان کا معاملہ ہے، اور وہ اپنے درمیان اور اللہ کے درمیان اپنے رجحان کے مطابق مکلّف ہیں، جس طرح وہ ہمارے نزدیک قابلِ ملامت نہیں، اسی طرح انہیں دوسرے کو بھی قابلِ ملامت نہیں سمجھنا چاہیے، اس کے باوجود بھی وہ دوسرے پر ملامت کریں، تو وہ اپنے عمل کے عنداللہ خود جواب دہ ہیں، ان سے ہمیں تعرض کرنے کی ضرورت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد رضوان۔

قوله (قال فسكت النبى إلخ) يدل على الإذن فى الركعتين بعد صلاة الفجر لمن فاتهما قبل ذلك ومن يقول بالكراهة لا يقول بذلك

قوله (فقضاهما إلخ) فى الزوائد إسناده ثقات إلا أن مروان بن معاوية الفزارى كان يدلس وقد عنعنه، نعم احتج به الشيخان فى صحيحيهما والله أعلم(حاشية السندى على سنن ابن ماجه، ج ۱، ص ۳۵۲،باب ما جاء فيمن فاتته الركعتان قبل صلاة الفجر متى يقضيهما)

واختلف أهل العلم فيمن صلى فرض الصبح قبل أن يصلى ركعتى الفجر، متى يقضيهما؟ روى عن ابن عمر، أنه كان يصليهما بعد فرض الصبح "، وبه قال عطاء، وطاوس، وإليه ذهب ابن جريج والشافعى .وقال قوم: يقضيهما بعد ارتفاع الشمس، وبه قال القاسم بن محمد، وروى عن مالك أنه بلغه أن عبد الله بن عمر فاتته ركعتا الفجر، فصلاهما بعد أن تطلع الشمس، وإليه ذهب الأوزاعى، وابن المبارك، والثورى، وأحمد، وإسحاق، وأصحاب الرأى.

وقال مالك :يقضيهما ضحى إلى وقت الزوال، ولا يقضيهما بعده، وهو قول للشافعى، ويحتجون بحديث غريب يروى عن بشير بن نهيك، عن أبى هريرة، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من لم يصل ركعتى الفجر فليصلهما بعد ما تطلع الشمس(شرح السنة للبغوى، ج۳ص ۳۳۵،باب ما يصلى فى هذه الأوقات من الفوائت)

فصل :ولا يكره فى هذه الأوقات ما لها سبب كقضاء الفائتة والصلاة المنذورة وسجود التلاوة وصلاة الجنازة وما أشبهها لما روى عن قيس بن فهر قال :رآنى رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا أصلى ركعتى الفجر بعد صلاة الصبح فقال :ما هاتان الركعتان قلت :لم أكن صليت ركعتى الفجر فهما هاتان الركعتان ولم ينكر عليه فدل على جوازه(المهذب فى فقة الإمام الشافعى، ج ۱، ص ۱۷۵،باب الساعات التى نهى الله عن الصلاة فيها)

واختار المصنف أيضا فى المغنى، والشارح، جواز قضاء سنة الفجر بعد صلاة الفجر، وجواز قضاء السنن الراتبة بعد العصر واختاره فى التصحيح الكبير، وقال :صححه القاضى واختار ابن عبدوس فى تذكرته جواز ما له سبب فى الوقتين الطويلين(الانصاف فى معرفة الراجح من الخلاف للمرداوى، ج۲ ص ۲۰۸، ۲۰۹،كتاب الصلاة، باب صلاة التطوع)

فأما قضاء سنة الفجر بعدها فجائز، إلا أن أحمد اختار أن يقضيهما من الضحى، وقال :إن صلاهما بعد الفجر أجزأ، وأما أنا فأختار ذلك(المغنى لابن قدامة، ج۲ ص ۸۹، فصل قضاء سنة الفجر بعدها)

وذكر أن مذهب أحمد :أن قضاء سنة الفجر جائز بعدها إلا أن أحمد اختار أن يقضيها من الضحى .وقال الإمام أحمد :إن صلاهما بعد الفجر أجزأه؛ وأما أنا فأختار ذلك(مجموع الفتاوىٰ لابنِ تيمية، ج۲۳ ص۱۹۷،باب صلاة التطوع)

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

ملفوظات

زقّوم اور اسٹابری (Strawberry)

(27 جمادی الاخریٰ 1439ہجری، بروز جمعہ)

فرمایا کہ ایک صاحب نے مجھ سے کہا کہ فلاں مولانا صاحب کے متعلق یہ سنا گیا ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں جو اسٹابری (Strawberry) کے نام سے پھل بکتا اور خوب کھایا جاتا ہے، یہ جہنمیوں کا وہی کھانا ہے، جس کو قرآن مجید میں ''زقّوم'' کہا گیا ہے۔

میں نے کہا کہ اگر انہوں نے واقعتاً یہ بات کہی ہے، تو بالکل غلط بات ہے، اگر واقعتاً جہنمیوں کا زقّوم والا کھانا یہی ہے، تو ''نعوذ باللّٰہ تعالیٰ من ذٰلک'' جہنمیوں کے تو مزے آ جائیں گے، کیونکہ اسٹابری (Strawberry) نام کے پھل کو تو بچے بڑے بہت سے لوگ خوب ذوق اور شوق کے ساتھ کھاتے ہیں، اور اس کے جوس اور ملک شیک (Milk-Shake) کو بھی بڑی رغبت سے پیتے ہیں، اور اس کا ذائقہ کچھ اس قسم کی کھٹاس کی طرف مائل ہوتا ہے، جس کی طرف رغبت ہوتی ہے۔

جبکہ اس کے مقابلہ میں زقّوم بالکل کڑوا ہوگا، جس کو نگلنا بھی مشکل ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ ''اگر زقّوم کا ایک قطرہ بھی زمین پر گر پڑے، تو روئے زمین کا ذائقہ کڑوا ہونے کی وجہ سے زندگی گزارنا مشکل ہوجائے۔

اور بعض روایات میں ہے کہ اگر زمین کے سمندروں میں ''زقوم'' کا ایک قطرہ گر پڑے، تو

لے عن مجاهد، أن الناس كانوا يطوفون بالبيت، وابن عباس، جالس معه محجن، فقال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:} " يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن إلا وأنتم مسلمون، ولو أن قطرة من الزقوم قطرت، لأمرت على أهل الأرض عيشهم، فكيف من ليس لهم طعام إلا الزقوم (مسند احمد، رقم الحديث ٢٧٣٥)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

سمندروں کا ذائقہ فاسد ہو جائے۔ [1]

اور یہ بات ظاہر ہے کہ آج کل اسٹابری کے پھل کی بازاروں میں بھرمار ہے، جگہ جگہ یہ پھل فروخت ہو رہا ہے، اور کھایا جا رہا ہے، اس کا ملک شیک (Milk-Shake) بھی رغبت کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے، نہ ہی اس کی وجہ سے دنیا کا ذائقہ بدمزہ ہوا، اور اگر اس پھل کو سمندر میں ڈال دیا جائے، تو اس سے سمندر کا ذائقہ فاسد نہیں ہوتا۔

جبکہ جہنمیوں کے زقّوم کی طرف نہ تو رغبت ہوگی، نہ اس ہی اس کا کھایا جانا آسان بلکہ ممکن ہوگا، جس کا قرآن وسنت میں ذکر آیا ہے۔ [2]

حیرت ہے کہ آج کل بعض اہلِ علم حضرات اس طرح کی باتیں تحقیق کے بغیر کر دیتے ہیں، اور عوام بھی بے چارے بے سوچے سمجھے اس طرح کی عجیب وغریب باتوں سے متاثر ہو جاتے ہیں، یہ سب کم علمی کی بناء پر ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ آمین۔

حدود کے مطابق کام کو جائز قرار دینے پر سختی کی مذمت

(28 جمادی الاخریٰ 1439 ہجری، بروز ہفتہ)

فرمایا کہ شریعت کے جن کاموں کے جائز ہونے کی کچھ شرائط مقرر ہیں، ان کاموں کو ان کی متعلقہ شرائط کے ساتھ جائز قرار دینا چاہیے، خاص طور پر جب کوئی ضرورت مند سامنے آئے، تو اس کو اس عمل کی شرائط کے ساتھ بھی اجازت نہ دینا درست طرزِ عمل نہیں۔

---

[1] عن ابن عباس رضى الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم تلا هذه الآية(يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن إلا وأنتم مسلمون)قال: والذى نفسى بيده لو أن قطرة من الزقوم قطرت فى بحار الأرض لفسدت وفى حديث وهب بن جرير: لأمرت على أهل الدنيا معايشهم فكيف بمن تكون طعامه؟(مستدرک حاكم، رقم الحديث ٣١٥٨)

قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه "

وقال الذهبى فى التلخيص:على شرط البخارى ومسلم.

[2] أَذَٰلِكَ خَيْرٌ نُزُلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ . إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِلظَّالِمِينَ . إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ . طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ . فَإِنَّهُمْ لَآكِلُونَ مِنْهَا فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ (سورة الصافات، رقم الآيات ٦٢ الى ٦٦)

إِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّومِ . طَعَامُ الْأَثِيمِ . كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ . كَغَلْيِ الْحَمِيمِ (سورة الدخان، رقم الآيات ٤٣ الى ٤٦)

www.idaraghufran.org

آج کل بہت سے مسائل میں بعض علماء کا مزاج یہ ہوگیا ہے کہ وہ بعض افراد کی طرف سے شرائط کا لحاظ نہ کرنے پر سب کے لیے اس عمل کو ناجائز قرار دینے کا حکمِ عام لگادیتے ہیں، جس کی زد میں شرائط کے مطابق عمل کرنے والے بھی آجاتے ہیں۔

اوراس موقع پر بعض حضرات کا یہ شبہ کرنا درست نہیں کہ شرائط کے ساتھ جائز قرار دینے کی صورت میں دوسرے آزاد لوگوں کے لیے جو شرائط کی پابندی نہیں کرتے، راستہ کھلتا ہے کہ وہ شرائط کے مطابق اس کام کو کرنے والے کے عمل کو حجت اور سندِ جواز بنا کر اپنے لیے راستہ نکالتے ہیں۔

یہ شبہ اس لیے درست نہیں کہ جس نے متعلقہ شرائط کا لحاظ کرکے وہ عمل کیا، اس نے جائز کام کیا، اور جس نے شرائط کی خلاف ورزی کرکے وہ کام کیا، اس نے ناجائز کام کیا، تو اس صورت میں پہلے شخص نے جائز کام کیا، اس کے کام کو جائز قرار دینا چاہیے، اور دوسرے شخص نے ناجائز کام کیا، اس کے کام کو ناجائز قرار دینا چاہیے۔

دونوں کو ظاہر ہے کہ نہ تو ایک حکم دینا جائز ہے، اور نہ ہی دوسرے کے ناجائز کام کی وجہ سے پہلے کے کام کو ناجائز قرار دینا درست ہے۔

اسلام کی تعلیمات کا یہی طرۂ امتیاز ہے کہ اس میں گدھے گھوڑے برابر نہیں ہوتے۔

مگر ہمیں افسوس ہے کہ موجودہ دور میں بہت سے اہلِ علم کہلائے جانے والے حضرات بھی شریعت کے بہت سے احکام میں خلط ملط اور خلطِ مبحث کرتے ہیں، قصور تو شریعت کا حکم توڑنے والا کا ہوتا ہے، اور بے جا پابندیاں ان لوگوں پر لگاتے ہیں، جو شریعت کے احکام کی پابندی کرتے ہیں۔

ایسے موقع پر یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ جو لوگ شرعی احکام کے پابند نہیں، اور نہ ہی وہ اپنے کام کے جائز و ناجائز ہونے کے متعلق اہلِ علم حضرات کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت سمجھتے اور نہ ہی شریعت کے احکام کی پابندی کا اہتمام کرتے، وہ تو کسی کے فتوے اور عمل کے بغیر ہی گناہ کیے جارہے ہیں، انہیں نہ کسی مفتی کے فتوے سے سروکار ہے اور نہ ہی کسی کے طرزِ عمل سے۔

اب ایک ضرورت مند شخص وہ کام کرنا چاہتا ہے اور شریعت کی بتلائی ہوئی پابندیوں اور شرطوں کے ساتھ وہ کام کرنا چاہتا ہے، تو اس کو آزاد لوگوں کی وجہ سے اجازت نہ دینا، سراسر ناانصافی اور ظلم ہے۔

ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ سختی کرنے سے دین پر چلنے والوں اور شریعت کے احکام اور شرائط کی

www.idaraghufran.org

پابند کرنے والوں کو ہی مشکلات پیش آئیں گی، اور دین پر چلنے والا طبقہ ہی متاثر ہوگا۔

رہا آزاد لوگوں کی پابندی نہ کرنے کا مسئلہ، تو اس کی ذمہ داری، ان لوگوں پر نہیں آتی، جو شرائط کی پابندی کرنے والے ہیں، بلکہ خود ان کے اپنے اوپر آتی ہے، البتہ ایسی صورت میں ان شرائط کی اہمیت کو اجاگر کرنا اور ان کی پابندی کے اہتمام کی طرف توجہ دلاتے رہنا بھی ضروری ہے۔

آج کل بعض اہلِ علم حضرات کا''سداً للباب''اور''مفضی الی المعصیة''کے قاعدہ کو جا بجا منطبق کر کے شریعت کے ہر اس جائز کام پر ناجائز ہونے کا حکم لگانے کی کوشش کرنا، جن کو بہت سے لوگ ناجائز طریقہ پر کر رہے ہیں، یہ درست طرزِ عمل نہیں۔

اس طرح کے قاعدوں کے لیے بھی کچھ حدود و قیود ہوتی ہیں، ان کی متعلقہ حدود و قیود کو نظر انداز کرنا درست نہیں ہوتا، اس دور میں تفقہ کی بڑی کمی بلکہ فقدان ہوتا جا رہا ہے، جبکہ تفقہ فی الدین بڑی نعمت ہے، اور اللہ کی طرف سے عظیم خیر کا عمل ہے، جس کو حاصل کرنے کی ہر عالم کو جدوجہد کرنی چاہیے۔

ایک حدیثِ مبارک میں ہے کہ:

''من یرد اللہ به خیرا یفقهه فی الدین''

''کہ جس کے ساتھ، اللہ خیر کا ارادہ کرتا ہے، اس کو تفقہ فی الدین کی نعمت عطا فرما دیتا ہے'' (بخاری، رقم الحدیث ۷۱)

قبلہ کی طرف رُخ کر کے سونا یا قضائے حاجت کرنا

(28 جمادی الاخریٰ 1439 ہجری، بروز ہفتہ)

فرمایا کہ بعض اوقات کوئی مسئلہ شدت اور سخت موقف کے ساتھ مشہور ہو جاتا ہے، جس کے بعد اس کے مقابلہ میں توسع اور گنجائش والے قول کے سامنے آنے پر تعجب اور حیرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔

مثلاً ہمارے یہاں قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونے کو یا قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانے کو بہت معیوب بلکہ سخت گناہ سمجھا جاتا ہے، یہاں تک کہ اگر مجبوری میں قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا پڑ جائے، جیسا کہ آج کل شہروں اور تنگ آبادیوں میں بعض اوقات اس طرح کی مجبوریاں پیش آ جاتی ہیں، تو اس کو گوارا نہیں کیا جاتا۔

www.idaraghufran.org

جبکہ کسی بھی قولی صحیح حدیث میں قبلہ کی طرف پاؤں کرکے سونے، لیٹنے یا بیٹھنے میں ممانعت ہماری نظر سے نہیں گزری، اور اگر کسی کو اس سے اختلاف ہو، تو اسے ثبوت پیش کرنا چاہئے۔

البتہ ادب کے لحاظ سے بعض فقہائے کرام نے قبلہ کی طرف پاؤں پھیلا کر سونے یا لیٹنے کو مکروہ قرار دیا ہے، لیکن اس کو بھی انہوں نے حرام یا مکروہ تحریمی کے بجائے ''مکروہ تنزیہی'' قرار دیا ہے، جس کی خلاف ورزی سے گناہ لازم نہیں آتا، اور اس کی وجہ یہی ہے کہ لیٹنے، بیٹھنے اور سونے کی ضرورت ہر جگہ پیش آسکتی ہے، اگر اس میں سختی کی جاتی، تو لوگوں کو بڑی مشکل پیش آتی، پس اس کو ایسا درجہ دے دیا گیا کہ اگر کوئی بآسانی عمل کرسکتا ہو، تو بہتر ہے، ورنہ حرج نہیں، یہی دینِ اسلام کی خوبی ہے کہ وہ فطرت کے عین مطابق ہے۔

اس لیے قبلہ کی طرف پاؤں کرنے کو گناہ سمجھنا جائز نہیں، اور اگر کوئی مجبوری کی وجہ سے قبلہ کی طرف پاؤں پھیلائے تو وہ بہرحال گناہ گار نہیں، بلکہ اگر مجبوری اور ضرورت میں کوئی قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف رخ یا پشت کرے، بالخصوص جبکہ آبادی اور بیت الخلاء کے اندر بیٹھ کر ہو، جس میں اس کے اور قبلہ کے درمیان کوئی دیوار و پردہ وغیرہ حائل ہو، تو بھی گناہ گار نہیں۔

چنانچہ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ آبادی اور عمارت کے اندر بیٹھ کر قضائے حاجت کرنے کی صورت میں قبلہ کی طرف رخ یا پشت کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، ایک روایت میں قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف پشت کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں، آج کل شہری آبادی میں یا کسی تنگ جگہ میں بیت الخلاء کو قبلہ کی طرف رُخ یا پشت کرکے تعمیر کرنے یا اس طرح رُخ کرکے قضائے حاجت کی ضرورت اور مجبوری پیش آجاتی ہے، اور دائیں بائیں انحراف کرنے یا رُخ پھیرنے میں مشکل پیش آتی ہے، یا تو بیت الخلاء کے تنگ ہونے کی وجہ سے یا سیٹ کا رُخ دائیں بائیں نہ ہونے کی وجہ سے، کسی دوسری طرف رُخ پھیرنے میں مشکل ہونے کی وجہ سے۔

اس طرح کے حالات میں امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے قول پر عمل کرلینے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، اور اس صورت میں اہلِ علم حضرات کو زیادہ سختی وتشدد مناسب معلوم نہیں ہوتا، کیونکہ شریعت کی طرف سے گنجائش اور اختلاف اسی طرح کی مشکلات یا زحمت کو دور کرنے کے لیے ہوتا ہے، اور اسی وجہ سے اس کو رحمت قرار دیا جاتا ہے۔

www.idaraghufran.org

بسلسلہ :تاریخی معلومات

مولانا طارق محمود

ماہِ جمادی الاخریٰ: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۵۱ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن یوسف بن حامد مراکشی مصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(طبقات الشافعية لابن قاضی الشبهة ،ج۳ص ۴۹)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۵۶ھ: میں حضرت ابوالربیع سلیمان بن جعفر اسنوی مصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(طبقات الشافعية لابن قاضی الشبهة ،ج۳ص ۲۴)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۵۶ھ: میں حضرت شیخ الاسلام قاضی القضاۃ تقی الدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی بن علی بن تمام بن یوسف بن موسیٰ بن تمام انصاری خزرجی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(طبقات الشافعية لابن قاضی الشبهة ،ج۳ص ۴۱ ،ذیل التقیید فی رواة السنن والأسانید للفاسی ،ج۲ص ۱۹۹)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۵۷ھ: میں حضرت ابوالفضل محمد بن اسماعیل بن عمر بن مسلم بن حسن دمشقی ابن الحموی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذیل التقیید فی رواة السنن والأسانید للفاسی ،ج ۱ ص ۱۰۲)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۵۷ھ: میں حضرت شرف الدین ابوالحسن علی بن حسن بن علی بن حسین حسینی ارموی مصری شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذیل التقیید فی رواة السنن والأسانید للفاسی ،ج۲ص ۱۸۸)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۶۵ھ: میں حضرت ابوالیمن محمد بن احمد بن قاسم بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر عمری حرازی مکی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذیل التقیید فی رواة السنن والأسانید للفاسی ،ج ۱ ص ۷۳)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۶۷ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ ابوعمر عبدالعزیز بن محمد بن ابراہیم بن سعداللہ بن جماعۃ بن علی کنانی حموی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(طبقات الشافعية لابن قاضی الشبهة ،ج۳ص ۱۰۲)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۶۸ھ: میں حضرت شیخ الحجاز عفیف الدین ابومحمد عبداللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان بن فلاح یمنی مکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(طبقات الشافعية لابن قاضی الشبهة ،ج۳ص ۹۶)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۷۲ھ: میں حضرت جمال الدین ابومحمد عبدالرحیم بن حسن بن علی بن

www.idaraghufran.org

عمر بن علی بن ابراہیم قرشی اموی اسنوی مصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(طبقات الشافعية لابن قاضى الشبهة ،ج۳ص۱۰۰)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۷۳ھ: میں حضرت نجم الدین ابوالعباس احمد بن اسماعیل بن احمد بن عمر مقدسی صالحی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذيل التقييد فى رواة السنن والأسانيد للفاسى ،ج۱ص۲۹۶)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۷۷ھ: میں حضرت کمال الدین ابوالحسن محمد بن عمر بن حسن بن عمر بن حبیب بن عمر بن شویخ بن عمر دمشقی حلبی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(ذيل التقييد فى رواة السنن والأسانيد للفاسى ،ج۱ص۱۹۷)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۷۸ھ: میں حضرت شیخ الفقہاء ابوالفداء اسماعیل بن علی بن حسن بن سعید بن صالح قلقشندی مصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(طبقات الشافعية لابن قاضى الشبهة ،ج۳ص۸۷)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۸۳ھ: میں حضرت شہاب الدین احمد بن حمدان بن احمد بن عبدالواحد ازرعی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذيل التقييد فى رواة السنن والأسانيد للفاسى ،ج۱ص۳۱۰)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۹۳ھ: میں حضرت عزالدین محمد بن عبدالرحمٰن بن عبدالقادی بن اسعد قرشی زبیری مصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذيل التقييد فى رواة السنن والأسانيد للفاسى ،ج۱ص۲۲۹)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۹۴ھ: میں حضرت شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن محمد بن عبدالکریم بن رضوان بن عبدالعزیز بعلی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(طبقات الشافعية لابن قاضى الشبهة ،ج۳ص۱۳۴)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۹۷ھ: میں حضرت شمس الدین محمد بن احمد بن علی بن عبدالعزیز بن محمد مہدوی مصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذيل التقييد فى رواة السنن والأسانيد للفاسى ،ج۱ص۵۷)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۹۸ھ: میں حضرت بہاؤالدین ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن محمد بن ابی نصر ابن النحاس نحوی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذيل التقييد فى رواة السنن والأسانيد للفاسى ،ج۱ص۹۴)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۹۹ھ: میں حضرت نورالدین ابوالحسن علی بن احمد بن عبدالعزیز بن قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ مکی مالکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(ذيل التقييد فى رواة السنن والأسانيد للفاسى ،ج۲ص۱۷۷)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۹۹ھ: میں حضرت ابومحمد معین بن عثمان بن خلیل مصری مقری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذيل التقييد فى رواة السنن والأسانيد للفاسى ،ج۲ص۲۸۹)

www.idaraghufran.org

علم کے مینار — امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (قسط: 30) — مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام ابوحنیفہ کے تلامذہ اور ان کے مختصر حالات (حصہ دوم)

(4)......وکیع بن جراح

آپ کا پورا نام ’’**وکیع بن جراح بن ملیح بن عدی**‘‘ ہے، کنیت ’’ابوسفیان‘‘ ہے، کوفہ کے رہنے والے تھے، اپنے وقت کے چوٹی کے اماموں میں سے ایک امام، فقیہ اور محدث تھے، ’’**محدث العراق، حافظ للحدیث**‘‘ کے القابات سے یاد کیے جاتے ہیں، فنّ حدیث کے ارکان میں شمار کیے جاتے ہیں۔

متعدد محدثین اور سوانح نگاروں نے اپنی اپنی کتب میں آپ کی مدح وتوصیف کی ہے۔

آپ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بڑے تلامذہ میں سے تھے، امام صاحب سے علم کا بڑا حصہ حاصل کیا تھا، اور آپ امام صاحب کے ان شاگردوں میں سے تھے کہ جن کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ’’تم لوگ میرے دل کا سرور ہو، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو، میں نے تمہیں تفقہ فی الدین میں اس قابل بنادیا ہے کہ لوگ تمہاری اتباع میں دوڑتے ہوئے آئیں گے‘‘۔

آپ نے امام صاحب سے بہت سی حدیثیں سنی تھیں، اور مسائل میں امام صاحب کی تقلید کیا کرتے تھے، اور ان کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔

علامہ ابنِ عبدالبر مالکی رحمہ اللہ (المتوفی 463ھ) فرماتے ہیں کہ آپ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ رائے پر فتویٰ دیا کرتے تھے، اور آپ کو امام صاحب سے مروی تمام احادیث یاد تھیں، اور آپ نے امام صاحب سے کثرت کے ساتھ احادیث سن رکھی تھیں۔

خلیفہ ہارون رشید نے آپ کو عہدۂ قضا سپرد کرنا چاہا، مگر آپ نے قبول کرنے سے انکار کردیا۔

بعض کتب میں آپ کی طرف منسوب تصانیف کا بھی ذکر ملتا ہے، جن میں ’’**تفسیر القرآن**،

www.idaraghufran.org

السنن، المعرفة و التاریخ'' شامل ہیں۔

ولادت کا سال 129 ہجری ہے، جبکہ وفات 197 ہجری میں ہوئی۔ [1]

(5)......امام حفص بن غیاث

آپ کی کنیت ''ابو عمر'' ہے، آپ کوفہ کے رہنے والے نامور فقیہ، محدث اور حافظِ حدیث ہیں، پہلے بغداد اور پھر کوفہ کے قاضی رہے، قاضی حفص کے لقب سے مشہور تھے، امام احمد بن حنبل اور دیگر محدثین نے آپ سے سماعت کی ہے، حدیث میں آپ کی ثقاہت اور مضبوط حافظہ کا محدثین نے اعتراف کیا ہے، تین سے چار ہزار احادیث آپ نے اپنے حفظ سے بیان کیں، قدرتِ خداوندی نے کمال کا حافظہ دیا ہوا تھا، اور آپ اپنی اس خصوصیت میں ممتاز تھے کہ جو کچھ روایت کرتے زبانی روایت کرتے تھے، کاغذ یا کتاب پاس نہیں رکھتے تھے، اور اس طرح کی احادیث کی تعداد تین سے چار ہزار ہے، کتبِ تواریخ میں آپ کی طرف منسوب ایک کتاب کا بھی ذکر ملتا ہے کہ جس میں آپ نے اپنی سند سے مروی 170 احادیث درج کی تھیں۔

آپ کا شمار بھی امام صاحب کے اجل تلامذہ میں سے ہوتا ہے، اور جن تلامذہ کے بارے میں امام صاحب نے فرمایا تھا کہ ''تم لوگ میرے دل کا سرور ہو، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو'' ان میں آپ بھی شامل ہیں۔

آپ کی ولادت 117 ہجری میں ہوئی، اور وفات بالاختلاف ذی الحجہ کے پہلے عشرہ سن 194 ہجری میں ہوئی۔ [2]

---

[1] هو وكيع بن الجراح بن مليح، أبو سفيان، الرؤاسي .فقيه حافظ للحديث، واشتهر حتى عد محدث العراق في عصره، وأراد الرشيد أن يوليه قضاء الكوفة، فامتنع ورعا .سمع هشام بن عروة والأعمش والأوزاعي وغيرهم .وروى عنه ابن المبارك مع تقدمه وأحمد وابن المديني ويحيى بن معين وغيرهم .من تصانيفه: " تفسير القرآن "، و "السنن "، و "المعرفة والتاريخ، (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٣، ص ٣٦٩، تحت الترجمة: وكيع بن الجراح 197 - 129هـ)

[2] حفص بن غياث بن طلق بن معاوية النخعي الأزدي الكوفي، أبو عمر: قاض، من أهل الكوفة. ولي القضاء ببغداد الشرقية لهارون الرشيد، ثم ولاه قضاء الكوفة ومات فيها .كان من الفقهاء حفاظ الحديث الثقات، حدث بثلاثة أو أربعة آلاف حديث من حفظه .وله (كتاب) فيه نحو 170حديثا من روايته. وهو صاحب أبي حنيفة (الاعلام للزركلي، ج٢، ص ٢٦٤، تحت الترجمة: حفص بن غياث)

(6)......ابو عاصم نبیل

آپ کا نام''ضحاک بن مخلد ''ہے،کنیت''ابو عاصم ''اور''نبیل ''کے لقب سے مشہور ہیں، بخاری و مسلم میں آپ سے روایات بھی مروی ہیں،''آپ اپنے زمانہ کے احادیث کے حفاظِ کرام کے شیخ اور اساتذہ شمار کیے جاتے ہیں،آپ حافظ،فقیہ،محدث اور نہایت نیک پارسا شخصیت تھے۔

احادیث پر مرتب ایک جزء بھی آپ کی طرف منسوب ہے،ولادت 122 ہجری میں مکہ میں ہوئی، بعد میں بصرہ منتقل ہوگئے،اور پھر آخر وقت تک بصرہ میں ہی رہے،اور 212 ہجری میں بصرہ میں ہی انتقال ہوا،آپ کا شمار امام صاحب کے مخصوص شاگردوں میں ہوتا ہے۔

کسی نے آپ سے پوچھا کہ امام ابوحنیفہ زیادہ فقیہ ہیں یا سفیان ثوری؟ آپ نے فرمایا کہ موازنہ تو ان چیزوں میں ہوتا ہے، جو ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہوں،امام ابوحنیفہ وہ شخص ہیں کہ جنہوں نے فقہ کی بنیاد ڈالی،جبکہ سفیان ثوری صرف فقیہ ہیں۔

اور آپ کے بعض اصحاب کا بیان ہے کہ کثرت صلاۃ اور عبادت کے اہتمام کی وجہ سے آپ کو''وتد'' (یعنی ہمہ تن تیار و مستعد) کا لقب دیا جاتا تھا۔ [1]

(7)......عبدالرزاق بن ہمام

امام''عبدالرزاق بن ھمام صنعانی ''مشہور اور نامور محدث اور فقیہ ہیں،حدیث کی مشہور و معروف اور ضخیم کتاب''مصنف عبدالرزاق ''آپ ہی کی تصنیف کردہ ہے،آپ کو لگ بھگ سترہ ہزار احادیث یاد تھیں،''حافظ الحدیث ''کے لقب سے مشہور تھے،صحیح بخاری میں بھی

---

[1] الضحاک بن مخلد بن الضحاک بن مسلم الشیبانی، بالولاء، البصری، المعروف بالنبیل:شیخ حفاظ الحدیث فی عصره .له (جزء) فی الحدیث .ولد بمكة .وتحول الی البصرة، فسكنها وتوفی بها (الاعلام للزركلی، ج٣، ص ٢١٥، تحت الترجمة: أبو عاصم النبیل، 212 - 122هـ = 740 - 828م)
ومن اصحابه أیضا حبان ومندل ابنا علی وحفص ابن غیاث وابو عاصم الضحاک بن مخلد (اخبار ابی حنیفة و اصحابه، ص ١٥٨)

آپ کی سند سے مروی روایات کثرت سے ہیں، بڑے بڑے نامور محدثین نے آپ کی شاگردی اختیار کی، امام احمد بن حنبل کہ جن کی تالیف کردہ مشہور کتاب ''**مسند الامام احمد بن حنبل**'' ہے کہ بھی آپ اساتذہ اور شیوخ میں سے تھے۔

آپ کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے فن حدیث میں شرفِ تلمذ حاصل تھا، آپ امام صاحب کی صحبت میں کثرت سے رہے، اسی وجہ سے امام ابوحنیفہ کے اخلاق وعادات سے متعلق اقوال، اکثر آپ سے منقول ہیں، آپ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بھی روایت کرتے ہیں، اور بعض دفعہ امام صاحب کے کسی شاگرد کے ذریعہ سے بلواسطہ روایت کرتے ہیں، چنانچہ آپ کی کتاب ''**مصنف عبدالرزاق**'' میں ایسی بہت سی روایات کثرت سے موجود ہیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے زیادہ حلیم وبردبار اور صحیح ودرست فیصلہ کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

حدیث کی مشہور ومعروف اور اہلِ علم حضرات میں متداول کتاب ''**مصنف عبدالرزاق**'' آپ کی ہی کی تالیف کردہ ہے، جو کہ احادیث وروایات کا ایک ضخیم مجموعہ ہے، جس کو اہلِ علم حضرات نے سراہا ہے، اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس کتاب کو ''خزانۃ العلم'' قرار دیا ہے۔

مصنف عبدالرزاق کے علاوہ آپ نے حدیث سے ہی متعلق ایک کتاب ''**الجامع الکبیر**'' اور فقہ سے متعلق ''**السنن**'' اور تفسیر سے متعلق ایک کتاب ''**تفسیر القرآن**'' بھی تالیف فرمائی ہے، آپ کی ولادت **126** ہجری میں ہوئی، اور وفات **211** ہجری میں ہوئی۔ [1]

(8)......داؤد بن نصیر الطائی

امام داؤد طائی مشہور فقیہ، محدث، عالم اور عابد وزاہد بزرگ ہیں، ابوسلیمان کنیت اور کوفہ کے رہنے

---

[1] هو عبد الرزاق بن همام بن نافع، أبو بكر، الصنعاني، الحميري، اليمني .محدث، حافظ، فقيه......قال أحمد بن صالح المصري: قلت لأحمد بن حنبل: رأيت أحدا أحسن حديثا من عبد الرزاق؟ قال: لا .وقال أبو زرعة الدمشقي: عبد الرزاق أحد من ثبت حديثه .وكان يحفظ نحوا من سبعة عشر ألف حديث.من تصانيفه: " الجامع الكبير "و "السنن "في الفقه، و "تفسير القرآن "و "المصنف (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۷، ص ۳۳۸، تحت الترجمة: عبد الرزاق 211 - 126هـ)

www.idaraghufran.org

والے تھے، آپ کو اپنے کے زمانہ کے لوگوں میں خاص قبولیت حاصل تھی، تصوف اور سلوک میں بھی آپ کو خاص فضل حاصل تھا، آپ کا شمار صوفیہ کے پہلے طبقہ یعنی درجہ اول میں ہوتا ہے۔

امام ابوحنیفہ کے چند ایک کبار تلامذہ میں آپ کا نام بھی سرِ فہرست ہے، آپ تدوینِ فقہ میں بھی امام صاحب کے ساتھ شریک تھے، بلکہ اس مجلس کے معزز ممبر تھے، فقہاءِ حنفیہ، محدثین اور دیگر اہلِ علم حضرات آپ کے تفقہ اور اجتہاد کے قائل ہیں۔

امام صاحب کے خاص شاگرد دس تھے، ان میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔

آپ اپنے استاد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے علم وفضل اور کمال سے بہت متاثر تھے، اور آپ کو ان سے بہت محبت تھی، فرمایا کرتے تھے کہ ''امام ابوحنیفہ وہ روشن ستارہ ہیں، جس سے سفر کرنے والے اپنی منزل تک پہنچ جاتے ہیں''۔

اور جس مجلس میں امام صاحب نے اپنے جن شاگردوں کے متعلق فرمایا تھا کہ ''تم لوگ میرے دل کا سرور ہو، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو'' ان میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔

محدثین آپ کو ''ثقة بلا نزاع'' کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

آپ کی وفات بالاختلاف 160 ہجری یا پھر 165 ہجری میں ہوئی، آپ کا جنازہ بہت بڑا تھا کہ جس میں لوگوں کی کثیر تعداد موجود تھی۔ [1]

امام ابوحنیفہ کے ان تلامذۂ محدثین کے علاوہ اور بھی بہت سے ایسے نامور محدثین ہیں کہ جنہوں نے آپ کی صحبت اور آپ کے حلقہ درس سے فائدہ حاصل کیا، مگر یہاں پر ان ہی کا ذکر کیا گیا کہ جن کو ''تلامذۂ خاص'' کہا جا سکتا ہے، جو کہ مدتوں تک امام صاحب کی صحبت میں رہے۔

---

[1] داود بن نصير الطائى العابد كنيته أبو سليمان من أهل الكوفة يروى عن حميد الطويل وإسماعيل بن أبى خالد روى عنه إسماعيل بن علية ومصعب بن المقدام وإسحاق بن منصور السلولى مات سنة ستين ومائة هو وإسرائيل بن يونس فى أيام قيل قبل الثورى وكان داود من الفقهاء من كان يجالس أبا حنيفة ثم عزم على العبادة فجرب نفسه على السكوت فكان يحضر المجلس وهم يخوضون وهو لا ينطق فلما أتى عليه سنة وعلم أنه يصبر على أن لا يتكلم فى العلم غرق كتبه فى الفرات ولزم العبادة وورث عشرين دينارا أكلها فى عشرين سنة ثم مات ولم يأخذ من السلطان عطية ولا قبل من الإخوان هدية (الثقات لابن حبان، تحت رقم الترجمة: ۷۷۴۴)

www.idaraghufran.org

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط 23) مفتی محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات و حالات اور ہدایات و تعلیمات کا سلسلہ

حضرت عمر کا راتوں کو گشت کر کے رعایا کی خبر گیری کرنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ امیرُ المؤمنین ہونے کے باوجود مسلمانوں کے حالات سے باخبر رہنے کے لئے راتوں کو گشت کرتے تھے۔

چنانچہ ابنِ جریج سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو گشت کر رہے تھے کہ ایک گھر سے کسی عورت کی آواز آئی، جو یہ اشعار پڑھ رہی تھی:

تَطَاوَلَ هَذَا اللَّيْلُ وَاخْضَلَّ جَانِبُهُ ...وَأَرَّقَنِي إِذْ لَا خَلِيلَ أُلَاعِبُهُ

رات کالی ہے، اور لمبی ہوتی جاتی ہے، اور میرے پہلو میں شوہر نہیں، جس سے میں خوش فعلی کروں (مصنف عبدالرزاق، رقم الروایۃ ۱۲۵۹۴)

دراصل اس عورت کا شوہر جہاد پر گیا تھا، اور وہ عورت شوہر کی جدائی میں یہ شعر پڑھ رہی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سخت قلق ہوا، چنانچہ وہ اپنی بیٹی اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، اور اُن سے پوچھا کہ عورت اپنے شوہر کے بغیر کتنے دن گزار سکتی ہے؟ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ چار مہینے، اور بعض روایات میں چھ مہینوں کا ذکر ہے۔

اس واقعہ کے بعد سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکروں میں یہ اعلان کروا دیا کہ کوئی سپاہی بھی چار مہینے سے زیادہ اپنے گھر سے باہر نہ رہے۔ [1]

---

[1] أخبرني من أصدق، أن عمر، وهو يطوف سمع امرأة، وهي تقول:[البحر الطويل]
تطاول هذا الليل واخضل جانبه ...وأرقني إذ لا خليل ألاعبه
فلولا حذار الله لا شيء مثله ...لزعزع من هذا السرير جوانبه
فقال عمر: فما لک؟ قالت: أغربت زوجي منذ أربعة أشهر، وقد اشتقت إليه .فقال: أردت سوئا؟ قالت: معاذ الله قال: فاملكي على نفسک فإنما هو البريد إليه فبعث إليه، ثم دخل على حفصة فقال: إني سائلک عن أمر قد أهمني فأفرجيه عني، كم تشتاق المرأة إلى زوجها؟ فخفضت رأسها فاستحيت .فقال: فإن الله لا يستحيي من الحق، فأشارت ثلاثة أشهر وإلا فأربعة .فكتب عمر ألا تحبس الجيوش فوق أربعة أشهر (مصنف عبدالرزاق، رقم الرواية۱۲۵۹۳)

www.idaraghufran.org

حضرت حفصہ سے بعض روایات میں تین ماہ کا ذکر ہے،بعض روایات میں چار ماہ جبکہ بعض روایات میں چھ ماہ کا ذکر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مذکورہ فیصلہ اور ایلاء (یعنی چار مہینے بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم کھانے) کے مسئلہ کے پیشِ نظر حنفیہ سمیت اکثر فقہائے کرام کے نزدیک شوہر کے ذمہ واجب ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ وقتاً فوقتاً صحبت کیا کرے،تاکہ وہ پاکدامن رہے،جبکہ بعض فقہائے کرام کے نزدیک شوہر کو اگر عذر نہ ہو،تو اس کے ذمہ بیوی سے چار مہینے میں ایک مرتبہ صحبت کرنا واجب ہے،اور بعض فقہائے کرام کے نزدیک سنت ہے۔ [1]

اسی طرح اگر کوئی شخص ضرورت کی وجہ سے اپنی بیوی کے بغیر سفر میں جائے،تو اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ جلد از جلد بیوی کے پاس واپس لوٹ آئے۔

اور بعض فقہائے کرام کے نزدیک بغیر شدید عذر کے چار ماہ سے زیادہ بیوی سے دور اور جدا رہنا نامناسب اور مکروہ ہے۔ [2] (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: رشتہ داروں سے صلہ رحمی کے فضائل واحکام، مصنفہ: مفتی محمد رضوان صاحب، مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی)

---

[1] وقد ذهب جمهور الفقهاء :الحنفية والمالكية والحنابلة -إلى أنه يجب على الزوج أن يطأ زوجته .وذهب الشافعية إلى عدم وجوب الوطء على الزوج وإنما هو سنة فى حقه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٣٠،ص١٢٧ وص١٢٨، مادة ”عشرة“)

[2] للزوجة حق فى الوطء فى الجملة، وفى مؤانسة زوجها لها، ولذلك يستحب لمن كان مسافرا التعجيل بالرجوع إلى أهله بعد قضاء حاجته، لما روى أبو هريرة رضى الله عنه أن النبى صلى الله عليه وسلم قال :السفر قطعة من العذاب يمنع أحدكم طعامه وشرابه ونومه، فإذا قضى نهمته فليعجل إلى أهله وفى رواية :فليعجل الرجوع إلى أهله .

قال ابن حجر :وفى الحديث :كراهة التغرب عن الأهل لغير حاجة، واستحباب استعجال الرجوع، ولا سيما من يخشى عليهم الضيعة بالغيبة.

ولذلك يكره أن يغيب الرجل فى سفره أكثر من أربعة أشهر من غير عذر (أى أكثر من مدة الإيلاء)ويؤيد ذلك أن عمر رضى الله عنه سأل حفصة :كم تصبر المرأة عن الرجل؟ فقالت :أربعة أشهر، فأمر أمراء الأجناد أن لا يتخلف المتزوج عن أهله أكثر منها عنها، قال ابن عابدين :ولو لم يكن فى هذه المدة زيادة مضارة بها لما شرع الله تعالى الفراق بالإيلاء منها، وفى رواية أن حفصة قالت :خمسة أشهر أو ستة أشهر، وأن عمر وقت للناس فى مغازيهم ستة أشهر يرجعون بعدها (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٢،ص١٤٤،مادة ”رجوع“)

www.idaraghufran.org

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

بچپن وکم عمری میں بولنے والے بچے (قسط 5)

ماں کی دعا پر تبصرہ کرنے والا

پیارے بچو! یہ اس وقت کی بات ہے جب ایک بچہ اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا۔ وہ دودھ پینے میں مصروف تھا کہ اچانک پاس سے ایک شہ سوار گزرا، جس کی سواری بہت عمدہ اور لاجواب تھی۔ اس نے مہنگا قیمتی اور خوبصورت لباس پہنا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ وہ بہت مالدار اور معاشرے میں عزت والا شخص ہے۔ اس کی مہنگی سواری اور قیمتی لباس دیکھ کر بچے کی ماں نے کہا کہ:

اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا بنا دے۔

یہ سن کر وہ شیر خوار بچہ دودھ پینے سے رک گیا اور آدمی کی طرف متوجہ ہوا اور بڑی غور سے اسے دیکھنے لگا۔ تھوڑی دیر دیکھنے کے بعد اس بچے نے کہا کہ:

اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنا۔

یہ کہہ کر وہ بچہ پھر سے دودھ پینے لگا۔ [1]

اسی دوران جب وہ بچہ اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا کہ کچھ لوگ وہاں سے گزرے اور وہ ایک لڑکی کو دھکم پیل کر رہے تھے اور مار پیٹ رہے تھے۔ اسے مارتے ہوئے وہ کہہ رہے تھے کہ تو نے برائی کا کام کیا ہے اور چوری کی ہے۔ ان کی ان سب باتوں کے جواب میں لڑکی مسلسل یہ کہے جا رہی تھی۔

حسبی اللہ ونعم الوکیل مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

یہ دیکھ کر بچے کی ماں بولی کہ:

---

[1] راوی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سبابہ (انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک میں تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی اس طرح چوس رہے تھے جس طرح وہ بچہ اپنی ماں کا دودھ پی رہا ہو۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بچہ کا دودھ پینا اپنے عمل ذریعہ بیان کر رہے تھے (صحیح مسلم رقم الحدیث ۲۵۵۰)

اے اللہ! میرے بیٹے کو اس لڑکی جیسا مت بنا۔

یہ سن کرلڑکے نے دعا کے جواب میں کہا کہ:

اے اللہ! مجھے اس لڑکی جیسا بنادے۔

یعنی بچہ کی ماں نے دونوں کی ظاہری حالت اورصورت کو دیکھتے ہوئے اپنے بچے کے حق میں دعا کی۔ پہلے آدمی کو دیکھا کہ اس کی ظاہری حالت اچھی ہے تو اپنے بیٹے کو اس جیسا دیکھنا چاہا۔جبکہ پھٹے پرانے لباس اور بری حالت میں لڑکی کو دیکھا تو اپنے بیٹے کو اس حالت میں دیکھنا پسند نہ کیا۔مگر اللہ تعالیٰ انسانوں کے جسموں کو دیکھتا ہے نہ مالوں کو بلکہ اللہ تعالی تو دل کی صفائی دیکھتا ہے کہ کس کا دل کتنا صاف ہے(صحیح مسلم، رقم الحدیث ۲۵۶۴)

بچے کے پہلے تبصرہ کرنے پر ہوسکتا ہے ماں اس لیے نہ بولی کہ وہ سمجھی ہوسکتا ہے، ویسے ہی بچہ کی زبان سے ایسے کلمات نکل گئے ہوں، جیسا کہ عموماً چھوٹے بچے جو ابھی بولنے کی عمر تک نہیں پہنچے ہوتے بسا اوقات ایسے کلمات بول دیتے ہیں کہ بڑے بھی ان کلمات کی صفائی پر عش عش کرتے ہیں۔مگر جب ماں کی دوسری دعا پر بچے نے سیاق کے مطابق اور عقلی جواب دیا تو ماں نے محسوس کیا کہ اب بچے سے گفتگو کی جائے،اس کے بعد ماں اور بیٹے کے درمیان مکالمہ جاری ہوگیا۔

ماں نے بچے سے کہا کہ ایک اچھی شکل وصورت کا آدمی گزرا تو میں نے کہا کہ:

اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا بنادے۔

تو آگے سے تو نے دعا کے جواب میں کہا کہ:

اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنا۔

پھر یہ لڑکی اس حالت میں گزری کہ لوگ اسے ماررہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تو نے برائی کا کام کیا ہے اور چوری کی ہے۔یہ دیکھ کر میں نے کہا کہ:

اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنا۔

یہ سن کر تو نے دعا کے جواب میں کہا کہ:

اے اللہ! مجھے اس لڑکی جیسا بنادے۔

www.idaraghufran.org

ماں کی اس سارے گفتگو سننے کے بعد بچے نے کہا کہ رہا اس امیر اور شان وشوکت والے شخص کا سوال تو وہ شخص ظالم تھا اور غریبوں کو ظلم کی لاٹھی سے دبانے والا تھا۔ [1]

اور اس لڑکی کا معاملہ یہ تھا کہ لوگ اسے مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تو نے برائی کا کام کیا ہے جبکہ اس نے برائی کا کام نہ کیا تھا۔اور کہہ رہے تھے کہ تو نے چوری کی ہے جبکہ اس نے چوری نہ کی تھی اور وہ لڑکی نیک تھی۔اس لیے میں نے یہ کہا کہ اے اللہ! مجھے اس لڑکی جیسا بنادے (صحیح البخاری رقم الحدیث ۳۴۳۶ ،صحیح مسلم رقم الحدیث ۲۵۵۰)

---

[1] بعض روایات میں ہے کہ یہ شخص کافر تھا۔
أَمَّا الرَّاكِبُ، فَكَانَ كَافِرًا (صحیح ابن حبان ج۱۴ ص ۴۱۱ رقم الحدیث ۶۴۸۸)

حج وعمرہ تربیتی کورس

حج وعمرہ کے سفر پر جانے والے حضرات کو مطلع کیا جاتا ہے کہ حسبِ سابق اس سال بھی مفتی محمد رضوان صاحب کی زیرنگرانی، ادارہ غفران ٹرسٹ کے زیرِ انتظام حج وعمرہ تربیتی کورس منعقد ہو رہا ہے۔جس میں ان شاء اللہ تعالیٰ اہم احکام ومسائل اور آسان طریقۂ حج وعمرہ کی تعلیم وتربیت دی جائے گی۔ خواتین کے لئے پردہ کا معقول انتظام کیا گیا ہے۔عازمینِ حج وعمرہ شرکت فرما کر مستفید ہوں۔

آغاز	☜	13جولائی2018ء	.... بروز جمعہ
اختتام	☜	17جولائی2018ء	.... بروز منگل
بوقت	☜	بعد نمازِ مغرب	.... تا عشاء
بمقام	☜	ادارہ غفران، چاہ سلطان	.... راولپنڈی

منجانب: ادارہ غفران (ٹرسٹ) چاہ سلطان

گلی نمبر17، راولپنڈی۔فون:051-5507270

بزمِ خواتین (عورت کا تقدس اور حقوقِ نسواں کا فریب: قسط12) مفتی طلحہ مدثر

بیٹیوں کی وجہ سے آزمائش پہنچنے اور اس پر صبر کرنے کی فضیلت

معززخواتین! پہلے گزر چکا ہے کہ نبی علیہ السلام نے بیٹیوں کا ناپسند کرنے سے منع فرمایا ہے اور بیٹیوں کی پرورش اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک اور اچھا برتاؤ کرنے پر جنت اور قیامت میں اپنا ساتھ ملنے کی بشارت سنائی ہے جو کہ بہت عظیم نعمت ہے، لیکن اگر کسی کو بیٹیوں کی وجہ سے کسی آزمائش کا سامنا کرنا پڑے اور وہ اس پر صبر کرے، تو اس پر صراحت کے ساتھ نبی علیہ السلام نے الگ سے فضیلت بیان فرمائی ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَائَتْنِي امْرَأَةٌ، وَمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا، فَسَأَلَتْنِي فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ، فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا، فَأَخَذَتْهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا، وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا شَيْئًا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ وَابْنَتَاهَا، فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ حَدِيثَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ ابْتُلِيَ مِنَ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ، فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ (صحيح مسلم ،رقم الحديث ٢٦٢٩ ”١٤٧“ كتاب البر و الصلة والآداب،باب فضل الاحسان الى البنات،مسند احمد ،رقم الحديث٢٤٠٥٥)

ترجمہ: میرے پاس ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں، پس اس نے مجھ سے سوال کیا، تو اس نے میرے پاس سوائے ایک کھجور کے کچھ نہیں پایا، پس میں نے وہ کھجور اس کو دے دی، تو اس نے وہ کھجور لے لی اور اس کو اپنی دونوں بچیوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور خود اس میں سے کچھ نہیں کھایا، پھر وہ اٹھی اس کی بیٹیاں اور وہ چلی گئیں، پس میرے پاس نبی علیہ السلام تشریف لائے، تو میں نے نبی علیہ السلام کو اس کا سارا قصہ سنایا، تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ”جو شخص بھی ان بچیوں کی وجہ سے کسی قسم

کی آزمائش میں مبتلاء کیا گیا پھر اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا، تو یہ (بچیاں قیامت میں) اس کے لیے جہنم سے آڑ اور حفاظت ہوں گی'' (مسلم)

ایک دوسری حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ:

مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ، فَصَبَرَ عَلَى لَأْوَائِهِنَّ، وَضَرَّائِهِنَّ، وَسَرَّائِهِنَّ، أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُنَّ "، فَقَالَ رَجُلٌ: أَوْ ثِنْتَانِ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: " أَوِ اثْنَتَانِ "، فَقَالَ رَجُلٌ: أَوْ وَاحِدَةٌ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: " أَوْ وَاحِدَةٌ (مسند احمد، رقم الحديث، ۸۴۲۵)

ترجمہ: جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں، پھر وہ ان کی سختیوں، رنجشوں اور خوشیوں پر (یعنی ہر طرح کے حالات میں) صبر کرے تو اللہ اس کو ان بچیوں پر رحم (شفقت وصبر) کرنے کی برکت سے جنت میں داخل فرمائے گا، ایک آدمی نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! کیا دو بیٹیوں کی وجہ سے بھی (یہی فضیلت حاصل ہوگی؟) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو کی وجہ سے بھی، پھر ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ایک بیٹی کی وجہ سے بھی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بیٹی کی وجہ سے بھی (یہی فضیلت حاصل ہوگی) (مسند احمد)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام نے بیٹیوں کی وجہ سے تکلیف اور آزمائش پہنچنے پر صبر کرنے کی ترغیب دی اور اس پر بطورِ خاص فضیلت بیان فرمائی ہے، لہٰذا بیٹیوں کی طرف سے آزمائش میں مبتلاء ہونے پر ان کو کوسنا برا بھلا کہنا یا ان کو بدقسمت یا منحوس ہونے کے طعنے دینا کسی طرح بھی درست نہیں، جبکہ یہ وبا ہمارے معاشرے میں عام ہے اپنے اعمال پر نظر کرنے کے بجائے ہر برائی کا الزام دوسرے پر دھر دیا جاتا ہے، خصوصاً ہر برائی کی اضافت بہو، بیٹی، بہن یا بیوی کی طرف کر دی جاتی ہے، اللہ ایسے برے اخلاق سے سب کو بچائے۔

(جاری ہے......)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کامعوذتین وغیرہ سے دَم فرمانا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَـانَ رَسُـوْلُ الـلّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ، نَفَثَ فِيْ كَـفَّيْـهِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَبِالْمُعَوِّذَتَيْنِ جَمِيْعًا، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ، وَمَا بَلَغَتْ يَدَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَمَّا اشْتَكٰى كَانَ يَأْمُرُنِيْ أَنْ أَفْعَلَ ذٰلِكَ بِهٖ (بخاری، رقم الحدیث 5748)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر (نیند کے لئے) تشریف لے جاتے (یعنی سونے کا ارادہ فرماتے) تو اپنے ہاتھوں پر **قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ** (یعنی سورہ اخلاص) اورمعوذتین (یعنی سورہ فلق اور سورہ ناس) پڑھ کر دم کرتے (یعنی اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے) پھر دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر اور جسم کے جس حصہ تک ہاتھ پہنچ سکتا، پھیر لیتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے تو مجھے اسی طرح کرنے (کہ میں اپنے ہاتھوں پر دَم کر کے آپ کے جسم اطہر پر پھیروں) کا حکم فرماتے تھے (بخاری)

معلوم ہوا کہ سونے سے پہلے اور عام حالات میں معوذتین سے دم کرنا، باعثِ برکت ہے۔

Savour Foods®
RAWALPINDI
Gordon College Road
Tel: 5532556-8,Fax: 5531923
ISLAMABAD
Blue Area
Tel:2348097-9
Lahore
Shama Chowk
Ferozpur Road
Tel: 37422635,37422640
Pindi Cricket Stadium
Tel:4855019 , 4855021
Melody Food Park
Tel:2873300
www.savourfoods.com.pk

www.idaraghufran.org

اسلام کے بنیادی ارکان دنیاوآخرت کی کامیابی

حضرت ابوالدرداءرضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَمْسٌ مَنْ جَاءَ بِهِنَّ مَعَ إِيْمَانٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ، مَنْ حَافَظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ عَلٰى وُضُوئِهِنَّ وَرُكُوعِهِنَّ وَسُجُودِهِنَّ وَمَوَاقِيْتِهِنَّ، وَصَامَ رَمَضَانَ، وَحَجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا، وَأَعْطَى الزَّكَاةَ طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ، وَأَدَّى الْأَمَانَةَ ، قَالُوْا: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ، وَمَا أَدَاءُ الْأَمَانَةِ قَالَ: اَلْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ چیزیں ہیں، جوانہیں ایمان کے ساتھ بجالائے گا، تو وہ جنت میں داخل ہوگا، جس نے پانچ نمازوں کی وضو کے ساتھ اور نمازوں کے رکوع اور سجود اور اوقات کی پابندی کے ساتھ حفاظت کی، اور رمضان کے روزے رکھے، اور بیتُ اللہ کا حج کیا، اگر بیتُ اللہ کی طرف جانے کی استطاعت ہے، اور اپنی خوش دلی کے ساتھ زکاۃ ادا کی، اور امانت ادا کی، لوگوں نے عرض کیا کہ اے ابوالدرداء امانت کی ادائیگی کیا ہے؟ تو فرمایا کہ غسلِ جنابت کرنا (ابوداؤد، حدیث نمبر 429)

مذکورہ حدیث سے اسلام کے بنیادی ارکان کی فضیلت واہمیت معلوم ہوئی کہ ان کی ادائیگی جنت میں داخلے کا سبب ہے۔

دورانِ حج وعمرہ وفات پانے والا، تاقیامت حج وعمرہ کا ثواب پاتا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ خَرَجَ حَاجًّا فَمَاتَ کُتِبَ لَہٗ أَجْرُ الْحَاجِّ إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ، وَمَنْ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَمَاتَ کُتِبَ لَہٗ أَجْرُ الْمُعْتَمِرِ إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ، وَمَنْ خَرَجَ غَازِیًا فَمَاتَ کُتِبَ لَہٗ أَجْرُ الْغَازِیْ إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ (المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحدیث 5321)

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حج کے لئے جائے پھر (راستہ میں) فوت ہوجائے، اس کے لئے قیامت تک حج کا ثواب لکھا جائے گا اور جو شخص عمرہ کے لئے جائے پھر (راستہ میں) فوت ہوجائے، اس کے لیے قیامت تک عمرہ کا ثواب لکھا جائے گا اور جو شخص جہاد کے لئے جائے پھر (راستہ میں) فوت ہوجائے اس کے لئے قیامت تک مجاہد کا ثواب لکھا جائے گا (طبرانی، ابویعلیٰ)

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اخلاص کے ساتھ حج یا عمرہ کے سفر پر جائے، اور پھر وہ فوت ہوجائے، تو وہ تاقیامت حج وعمرہ کے ثواب کو پاتا رہے گا۔

یعنی حج وعمرہ عمل کے اعتبار سے دوسرے اعمال کے مقابلہ میں ایک خاص امتیازی شان رکھتا ہے، بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ حج، اللہ تعالیٰ اور آخرت کی محبت کا بہت بڑا مظہر ہے۔

CANNON PRIMAX PLUS
15 سالہ گارنٹی
051-5517039
0300-8559001
نذیر سنز
Cannon not selling a mattress but a good night sleep
418-خان بلڈنگ بابو بازار، صدر راولپنڈی

www.idaraghufran.org

ریا کاری اور دکھلاوا چھوٹا شرک ہے

حضرت محمود بن لبید سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ، قَالُوْا: وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: اَلرِّيَاءُ، يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: إِذَا جُزِيَ النَّاسُ بِأَعْمَالِهِمْ: اِذْهَبُوا إِلَى الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُرَاءُوْنَ فِي الدُّنْيَا فَانْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً (مسند احمد، رقم الحديث ٢٣٦٣٠)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر (یعنی اُمت پر) میں سب سے زیادہ شرکِ اصغر (یعنی چھوٹے شرک) کا خوف کرتا ہوں، صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! شرکِ اصغر (یعنی چھوٹا شرک) کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ریا کاری (یعنی دِکھلاوا) اللہ عز وجل اِن (ریا کار) لوگوں سے قیامت کے دن جب ان کے اعمال کا بدلہ دیں گے، فرمائیں گے کہ تم ان لوگوں کی طرف جاؤ، جن کے لئے تم دنیا میں ریا کاری کرتے تھے، اور دیکھو کہ کیا ان کے پاس تم کوئی بدلہ (وثواب) پاتے ہو (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ دکھلاوے اور ریا کاری کرنے والے کے لئے سخت عذاب کا ہونا معلوم ہوتا ہے، اس لئے حج وعمرہ اور دیگر اعمالِ صالحہ کرنے والے اشخاص کو اپنی نیتوں میں اخلاص پیدا کرنا چاہئے۔

نیو عباسی الیکٹرونکس
بااختیار ڈیلر
Dawlance
CORONA
UNITED
فریج، ڈیپ فریزر، واشنگ مشین، جوسر، استری، گیزر، کچن کی تمام ورائٹی
بہترین ہوم سروس دی جاتی ہے
Deals in: All kind of Electric & Gas Appliances
شہناز پلازہ، چاندنی چوک، مری روڈ راولپنڈی۔فون: 051-4906381, 0321-5365458

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

معتکف کو کچھ وقت کے لیے باہر نکلنے کا حکم (قسط1)

آج کل بالخصوص حرمین شریفین اور بالعموم دوسری مساجد میں اعتکاف کے دوران بعض ایسی صورتیں پیش آنے لگی ہیں کہ جن کا پہلے زمانہ میں وقوع کم تھا، یا اس زمانہ کے طبائع وتمدنی زندگی کے پیشِ نظر انسانی طبائع میں ان پر عمل کرنا ممکن وسہل تھا، لیکن موجودہ زمانہ میں ان پر عمل کرنا مشکل ہوگیا ہے۔

چنانچہ موجودہ زمانہ میں حرمین شریفین اور بعض ایسی مساجد میں جہاں معتکفین اور نمازیوں کی کثرت ہوتی ہے، ان میں معتکف کو کھانے پینے اور ضرورت کی اشیاء اندر لے جانے کی اجازت نہیں دی جاتی، جیسا کہ اسلام آباد میں فیصل مسجد، اور بعض مساجد کے اندر معتکفین کو لیٹنے اور سونے کی اجازت نہیں ہوتی، کیونکہ اس کی وجہ سے وہاں نمازیوں کو نماز پڑھنا دشوار ہوجاتا ہے، اور دہشت گردی وغیرہ کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔

اسی طرح آج کل شہروں میں تنگ آبادیوں والے علاقوں میں بے شمار مساجد کی اوپر کی منزل میں آنے جانے کا راستہ مسجد کی حدود سے باہر ہوتا ہے، اور مسجد کی نچلی منزل میں نمازیوں کے ہجوم اور کثرت کے باعث معتکفین کو اعتکاف کرنے اور وہاں اپنے خیمے لگانے، نیز بستر اور ضروری سامان واشیاء رکھنے اور اٹھانے میں بہت زیادہ دشواری پیش آتی ہے، اس لیے ان کو مساجد کی بالائی منزل میں اعتکاف کا پابند کیا جاتا ہے، ایسی صورت میں ان کو نماز وغیرہ کے لیے مسجد کی نچلی منزل میں آنا جانا پڑتا ہے۔

نیز شہر کی مساجد کو دن کے مخصوص اوقات میں اور رات کے وقت حفاظت کی غرض سے کنڈی یا تالا بھی لگانا پڑتا ہے، اور اعتکاف کی حالت میں معتکفین اور ان کے متعلقین کی مساجد میں آمد ورفت کی وجہ سے مسجد کے بیرونی دروازہ کو کھولنے اور بند کرنے کے

www.idaraghufran.org

لیے بھی معتکف کو مسجد کی حدود سے باہر آنے جانے کی ضرورت پڑتی ہے۔

اورعوام کی طرف سے وقتاً فوقتاً اس طرح کے سوالات موصول ہوتے رہتے ہیں۔

اس طرح کی اور بھی کئی صورتیں پیش آتی ہیں، اسی قسم کی بعض صورتوں کے متعلق ایک سوال سامنے آیا، جس کے جواب میں آنے والا مضمون تحریر کیا گیا۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ مذکورہ اور ان جیسی ضرورت اور مجبوری والی صورتوں میں اب تک اکثر وبیشتر اور عموماً امام ابوحنیفہ و دیگر ایسے فقہائے کرام کے اقوال پر فتویٰ دیا جاتا رہا ہے کہ جن کے نزدیک مذکورہ صورتوں میں مسنون یا واجب اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔

جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے پیشِ نظر اس سلسلہ میں کچھ توسع پایا جاتا ہے، اور مخصوص صورتوں اور مجبوری میں اب اس قول پر عمل کی گنجائش کی طرف ہمارا رجحان و میلان ہو رہا ہے۔

اسی گنجائش اور رجحان کو آنے والے مضمون میں ظاہر کیا گیا ہے، اور اس میں ہم نے جو رائے ذکر کی ہے، وہ ''**فیما بیننا و بین اللہ**'' ہے، خواہ کسی دوسرے کو اس سے اختلاف کیوں نہ ہو، وہ اس کا اور اللہ کا معاملہ ہے۔

محمد رضوان

سوال:

آج کل دنیا کے مختلف ملکوں کے بے شمار افراد حرمین شریفین میں اعتکاف کرتے ہیں، لیکن وہاں بعض اوقات انتظامیہ کی طرف سے معتکفین کو مسجد کے مخصوص حصہ میں سونے اور لیٹنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔

نیز اندر کھانے پینے اور لباس وغیرہ کے لانے کی بھی اجازت نہیں دی جاتی، ایسی صورت میں لازماً کچھ وقت آرام کرنے اور کھانے پینے کی ضرورت پوری کرنے اور لباس وغیرہ تبدیل کرنے کے لیے مسجد سے باہر جانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

''فیصل مسجد، اسلام آباد'' میں بھی معتکفین اور نمازیوں کی کثرت اور حفاظتی انتظامات وغیرہ کے پیشِ

www.idaraghufran.org

نظر معتکفین کو مسجد کے اندر کھانے کی اجازت نہیں دی جاتی، اور معتکفین کے لیے سحری اور افطاری میں کھانے پینے کا انتظام مسجد کی حدود سے باہر نیچے وضوخانہ کے ساتھ والی جگہ میں کیا جاتا ہے۔

اسی طرح سخت گرمی کے موسم میں بعض معتکفین کو غسل کیے بغیر سخت دشواری پیش آتی ہے، اور انہیں کثرت سے پسینہ آنے کی وجہ سے میل کچیل دور کرنے یا ٹھنڈک حاصل کرنے کی غرض سے غسل کرنے کے لیے مسجد سے باہر جانا پڑ جاتا ہے، اور مسجد کے اندر غسل کرنے کا انتظام نہیں ہوتا۔

اور بعض اوقات معتکف کو مسجد کی حفاظت کی غرض سے مسجد کے بیرونی دروازہ کو بند کرنے یا کھولنے کے لیے جانا پڑتا ہے۔

اسی طرح بعض لوگوں کو اعتکاف کرنے کی خواہش ہوتی ہے، لیکن ان کو دن یا رات کے وقت کوئی معاشی یا دوسری سخت حاجت ایسی پیش آتی ہے، جس کی خاطر انہیں کچھ وقت کے لیے مسجد سے باہر نکلنا ضروری ہوتا ہے، اور اگر ان کو اس کی اجازت نہ ملے، تو وہ اعتکاف سے محروم رہتے ہیں۔

اسی طرح بعض عورتیں اعتکاف کرنا چاہتی ہیں، لیکن دروازہ پر کوئی آ جائے، اور دوسرا کوئی موجود نہ ہو، تو دروازہ کھولنے یا ضروری چیز پکانے یا لانے کے لیے باہر جانا پڑتا ہے۔

اسی طرح شہر کی بعض مساجد میں جگہ تنگ ہونے اور نمازیوں کی کثرت وغیرہ کی وجہ سے معتکفین کو مسجد کی دوسری منزل میں ہی قیام کرنے کی اجازت دی جاتی ہے، کیونکہ نیچے والی منزل میں نمازوں کے اوقات میں معتکفین کے خیموں کو ہٹانا اور ان کے بستر اور سامان کو آگے پیچھے کرنا انتہائی مشکل ہوتا ہے، اور مسجد کی دوسری منزل میں بیٹھے ہوئے معتکفین کو نماز کے وقت نیچے والی منزل میں آنے کی ضرورت پیش آتی ہے، اور بعض اوقات زینہ کا راستہ مسجد کی حدود سے باہر ہوتا ہے، اس لیے انہیں نماز کے لیے مسجد کی حدود سے باہر سے گزر کر آنا پڑتا ہے، اور ایسی صورت میں علماء کی طرف سے مسنون اعتکاف کے فاسد ہونے کا حکم دیا جاتا ہے۔

بعض اوقات کسی معتکف کو سخت بیماری لاحق ہو جاتی ہے، اور ڈاکٹر و معالج کا مسجد میں آنا تقریباً ناممکن ہوتا ہے، ایسی صورت میں ایمرجنسی علاج معالجہ کے لیے کسی ڈاکٹر کے پاس یا ہسپتال جانا پڑ جاتا ہے۔

www.idaraghufran.org

اور بعض اوقات کوئی معتکف بھول کر یا غلطی سے ذرا سا مسجد کی حدود سے باہر نکل جاتا ہے۔

کیا ایسی صورتوں میں فقہائے کرام میں سے کسی کے قول کے مطابق اعتکاف فاسد نہ ہونے کی گنجائش ہے، ہم نے سنا ہے کہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اس طرح کی گنجائش ہے، اس کی حقیقت کیا ہے، اور کیا اس قول پر مندرجہ بالا صورتوں میں سے کسی صورت پر بوقتِ ضرورت عمل کرنے کی گنجائش ہے کہ نہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب:

واجب اور مسنون اعتکاف کی حالت میں جن مقاصد کے لیے فقہائے کرام نے مسجد سے نکلنے کی اجازت بیان فرمائی ہے، ان مقاصد کے علاوہ اگر کوئی معتکف ایک لمحہ کے لئے بھی نکل جائے، یا نکلا تو اس طرح کی ضرورت کے لئے ہو، مگر بلا ضرورت ایک لمحہ کے لئے بھی باہر ٹھہر جائے، یہاں تک کہ کوئی بھولے سے نکل جائے، یا کوئی زبردستی مسجد سے نکال دے، یا پھر کسی مجبوری میں نکلے، تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس طرح کی تمام صورتوں میں اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔

اور حنفیہ کی عام کتبِ فقہ میں اسی کے مطابق حکم بیان کیا جاتا ہے، اور اسی کے مطابق فتویٰ دیا جاتا ہے، جس کی تفصیل بندہ نے اپنی تالیف ''اعتکاف کے فضائل واحکام'' میں بھی درج کی ہے۔ [1]

البتہ صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک جب تک آدھے دن کی مقدار تک مسجد سے باہر نہ ٹھہرے، اس وقت تک اعتکاف فاسد نہیں ہوتا، اور ان دونوں فقہائے مجتہدین کے نزدیک یہ حکم جان بوجھ کر اپنے اختیار سے یا بھول کر نکلنے، یا ضرورت و مجبوری مثلاً بیماری میں نکلنے اور گواہی وغیرہ دینے کے لئے نکلنے اور بغیر مجبوری اور بغیر ضرورت کے نکلنے کی سب صورتوں میں ہے۔

لیکن اگر وہ اعتکاف واجب یا مسنون نہ ہو، بلکہ نفلی ہو، تو اس میں مذکورہ فقہائے کرام میں سے کسی

---

[1] ملحوظ رہے کہ اگر کوئی معتکف بھول کر یا بیماری وغیرہ کے عذر سے یا جان، مال کے خطرے کے پیشِ نظر یا کسی کے جبر و اکراہ اور زور زبردستی کرنے سے مسجد سے نکل جائے، تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے مطابق اس کا اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، اگرچہ اعتکاف توڑنے کا گناہ نہیں ہوتا۔

لیکن امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کے نزدیک بھول کر مسجد سے نکلنے یا کسی کے زبردستی نکال دینے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا، جس کی تفصیل ہم نے اپنی تالیف ''اعتکاف کے فضائل واحکام'' میں ذکر کر دی ہے۔ محمد رضوان۔

کے نزدیک بھی تھوڑے یا زیادہ وقت کے لیے مسجد سے باہر نکلنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔ [1]

اب سے پہلے ہمیں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول اور اس کے دلائل کا تفصیل سے جائزہ لینے اور تحقیق کرنے کا موقع حاصل نہ ہوسکا تھا، اور نہ ہی اس قول پر عمل کی ضرورت وگنجائش محسوس کی گئی تھی، اس لیے بندہ نے اپنی ’’اعتکاف کے فضائل واحکام‘‘ سے متعلق کتاب میں بھی اس قول کا اجمالاً ذکر کیا تھا، اور زیادہ تر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے مطابق مسائل کا ذکر کیا تھا۔

لیکن اب متعدد سوالات اور مختلف ضروریات اور صورتِ مسئولہ کے پیشِ نظر امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کی تفصیل وتحقیق اور بوقتِ ضرورت اس پر عمل کا احساس ہونے پر اس کے متعلق ذیل میں کچھ تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی جاتی ہے۔

امام محمد کا حوالہ

امام محمد رحمہ اللہ نے ’’کتابُ الاصل‘ ‘میں واجب اعتکاف کا حکم بیان کرتے ہوئے اس بات کی خود وضاحت فرمائی ہے کہ اگر معتکف کسی عذر مثلاً بیمار ہونے کی بناء پر مسجد سے آدھے دن سے کم وقت کے لیے نکل جائے، یا آدھے دن سے کم وقت کے لیے اس کو زبردستی کوئی مسجد سے نکال دے، یا کوئی معتکف کسی ضرورت مثلاً قضائے حاجت وغیرہ کے لیے مسجد سے نکلے، پھر وہ بلاضرورت آدھے دن سے کم وقت کے لیے مسجد سے باہر ٹھہر جائے، یا کوئی معتکف بلاعذر مسجد سے باہر نکل جائے، اور آدھے دن سے کم وقت تک مسجد سے باہر رہے، تو ان تمام صورتوں میں امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک اعتکاف فاسد نہیں ہوتا، یہاں تک کہ وہ پورا دن یا دن کے اکثر حصہ میں مسجد سے باہر نہ ٹھہرے، استحسان کا تقاضا یہی ہے، اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ان

---

[1] تقدم أن خروج المعتكف إن كان بعذر طبيعي أو شرعي جاز له الخروج على خلاف في ذلك.
أما إذا خرج المعتكف بدون عذر فسد اعتكافه – حسب اعتبار الفقهاء للعذر وعدمه – ولو كان زمن الخروج يسيرا، إلا عند أبي يوسف ومحمد من الحنفية، فإنهما قيدا زمن المفسد بأكثر من نصف النهار (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۵ ص ۲۲۴، مادة ”اعتكاف“)

(ولو خرج من المسجد ساعة بغير عذر فسد اعتكافه) عند أبي حنيفة – رحمه الله تعالى – لوجود المنافي وهو القياس، وقالا: لا يفسد حتى يكون أكثر من نصف يوم وهو الاستحسان لأن في القليل ضرورة (الهداية ،كتاب الصوم،باب الاعتكاف)

www.idaraghufran.org

صورتوں میں اعتکاف فاسد ہوجاتا ہے، قیاس کا تقاضا یہی ہے۔ [1]

اور آگے علامہ ابنِ ہمام وغیرہ کے حوالہ سے آتا ہے کہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک جو حکم دن کے اکثر اور کم حصہ کا ہے، وہی حکم رات کے اکثر اور کم حصہ کا بھی ہے، جو کہ بظاہر درست رائے معلوم ہوتی ہے۔ [2]

''فتاویٰ قاضی خان'' کا حوالہ

''فتاویٰ قاضی خان'' میں ہے کہ اگر معتکف مسجد سے بغیر عذر کے ایک لمحہ کے لیے بھی نکل گیا، تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے مطابق اس کا اعتکاف فاسد ہوجائے گا، اور صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ دونوں کے نزدیک اس وقت تک اعتکاف فاسد نہیں ہوگا، جب تک

---

[1] وإذا مرض المعتكف فخرج من المسجد يوما أو أكثر من نصف يوم فعليه أن يستقبل الاعتكاف إن كان اعتكافا واجبا وهذا قول أبي يوسف وقال أبو حنيفة إذا خرج ساعة من المسجد من غير عذر استقبل الاعتكاف وكذلك إذا خرج من المسجد لغير حاجة يوما أو أكثر من نصف يوم فعليه أن يستقبل اعتكافه فی قول أبی یوسف وکذلک لو أفطر یوما کان علیه أن یستقبل اعتکافه(الاصل المعروف بالمبسوط للشیبانی، ج۲ ص۲۷۴، کتاب الصوم، باب الاعتکاف)

وإذا اعتکف الرجل اعتکافا واجبا فأخرجه السلطان مکرها أو غیر سلطان فإن دخل مسجدا غیر ذلک المسجد مکانه استحسنت أن یکون علی اعتکافه وأدع القیاس فی ذلک وإن أخذ فی عمل غیر ذلک أو حبسه حابس عن المسجد یوما أو أکثر من نصف یوم انتقض اعتکافه وکان علیه أن یستقبل اعتکافه.

وإن خرج المعتکف لغائط أو بول من المسجد فلقی غریما له فلزمه یوما أو أکثر من نصف یوم انتقض اعتکافه إذا کان واجبا ولو حبسه ساعة أو نحو ذلک لم ینتقض اعتکافه أستحسن ذلک وأدع القیاس فیه وأما فی قول أبی حنیفة فإن اعتکافه فاسد.

وقال أبو یوسف ومحمد إذا خرج أکثر من نصف یوم أفسد اعتکافه وإذا خرج أقل من ذلک لم یفسد اعتکافه(الاصل المعروف بالمبسوط للشیبانی، ج۲ ص۲۷۹، کتاب الصوم، باب الاعتکاف)

[2] البتہ یہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ اگر امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک رات کو بھی دن والا حکم حاصل ہے، تو پھر انہوں نے رات کی تصریح کیوں نہیں فرمائی۔

اس کے جواب میں کہا جاسکتا ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ نے یہ حکم واجب اعتکاف کے ضمن میں بیان فرمایا ہے، اور واجب اعتکاف عند الحنفیہ کم ازکم ایک دن پر مشتمل ہوتا ہے، اس لیے انہوں نے واجب کے ادنیٰ درجہ کے حکم کے بیان پر اکتفاء کیا، ورنہ ان کے نزدیک اس مسئلہ کا جس قاعدہ پر مدار ہے، یعنی ''للاکثر حکم الکل'' وہ رات کے وقت پر بھی صادق آتا ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے، اور فقہائے کرام نے جو رمضان وغیرہ کے روزہ کی نیت کے دن کے اکثر حصہ میں ہونے کو اس مسئلہ کی نظیر میں پیش کیا ہے، اس سے مسئلہ ہٰذا میں دن کی تخصیص سمجھنا بھی اس لیے راجح معلوم نہیں ہوتا کہ روزہ دن کے وقت میں رکھا جاتا ہے، جبکہ اعتکاف رات میں بھی ہوتا ہے، اور وہ روزہ کی طرح دن کے ساتھ مختص نہیں۔ واللہ اعلم۔ محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

آدھے دن سے زیادہ وقت تک مسجد سے نہ نکلا رہے، اور اگر عذر کے بغیر مسجد سے نکلے، تو بھی مذکورہ فقہائے کرام کے درمیان یہی اختلاف ہے، اوراسی طریقہ سے بھول کر نکلنے کی صورت میں اورزبردستی مسجد سے نکالے جانے کی صورت میں بھی مذکورہ فقہائے کرام کا یہی اختلاف ہے۔ [1]

فقہائے کرام کی تصریح کے مطابق امام ابو یوسف اورامام محمد رحمہما اللہ نے اس مسئلہ میں ''لـلاکثـر حـکـم الـکل'' والے قاعدہ پرعمل کیا ہے، اوراس قاعدہ کا فقہائے کرام نے متعدد مسائل میں اعتبار کیا ہے، اورامام ابو یوسف اورامام محمد رحمہما اللہ نے معتکف کے لیے مشکل سے بچنے اورآسانی پیدا کرنے کے لیے تھوڑے وقت کے لیے نکلنے کو معاف قرار دیا ہے، اوراس سلسلہ میں معتکف کو ضرورت کے لیے باہر نکلنے کے بعدآہستہ رفتار میں چلنے کواس کی نظیر میں پیش کیا ہے، جس کی تفصیل آگے مختلف عبارات کے ضمن میں آتی ہے۔

ابوبکرجصاص کاحوالہ

امام ابوبکرجصاص ''مختصر الطحاوی'' کی شرح میں فرماتے ہیں:

وأما أبو يوسف ومحمد :فإنما ذهبا إلى أنه لما كان خروجه للوقت اليسير لا يفسد اعتكافه، والكثير يفسده، فاعتبرا أكثر اليوم؛ لأن الأكثر فى حكم الكل فى كثير من الأصول، ألا ترى أن وجود النية فى أكثر النهار فى الصوم الذى يجوز ترك النية فيه من الليل، بمنزلة وجوده جميعه فى جواز الصوم (شرح مختصر الطحاوى، للجصاص، ج٢، ص٤٧٥، كتاب الصوم،باب الاعتكاف)

ترجمہ: اورامام ابو یوسف اورامام محمد اس طرف گئے ہیں کہ جب معتکف کا (مسجد سے)

---

[1] ولو خرج المعتكف عن المسجد بغير عذر ساعة بطل اعتكافه فى قول أبى حنيفة رحمه الله تعالى وعندهما لا يبطل حتى يكون أكثر من نصف يوم وعلى هذا الخلاف إذا خرج ساعة بعذر المرض لأن الخروج بعذر المرض لم يصر مستثنى عن الإيجاب لأنه خرج بغير عذر إلا أنه لم يأثم فى الخروج بعذر المرض وكذا إذا خرج بغير عذر ناسياً فسد اعتكافه وإن كان ساعة فى أبى حنيفة رحمه الله تعالى وكذا إذا انهدم المسجد فانتقل إلى مسجد آخر أو أخرجه السلطان مكرهاً أو أخرجه الغريم ساعة فسد اعتكافه فى قول أبى حنيفة رحمه الله تعالى(فتاوىٰ قاضيخان، ج ١ ص ١٦٢ ، كتاب الصوم)

www.idaraghufran.org

نکلنا تھوڑے وقت کے لیے ہو، تو اس کا اعتکاف فاسد نہیں ہوتا، اور جب مسجد سے نکلنا زیادہ وقت کے لیے ہو، تو اس کا اعتکاف فاسد ہوجاتا ہے، پھر امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ نے دن کے اکثر حصہ کا اعتبار کیا ہے، کیونکہ بہت سے اصولوں میں اکثر کو کل کا حکم حاصل ہوا کرتا ہے، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جس روزہ کے لیے رات سے نیت کرنا ضروری نہیں، اس کے جائز ہونے کے لیے دن کے اکثر حصہ میں نیت کا پایا جانا ایسا ہی ہے، جیسا کہ دن کے پورے حصہ میں نیت کا پایا جانا (شرح مختصر الطحاوی)

علامہ سرخسی کا حوالہ

شمس الائمہ علامہ سرخسی ''المبسوط'' میں فرماتے ہیں:

وإذا خرج من المسجد يوما أو أكثر من نصف يوم فكذلك الجواب؛ لأن ركن الاعتكاف قد فات.

فأما إذا خرج ساعة من المسجد فعلى قول أبى حنيفة – رحمه الله تعالى – يفسد اعتكافه، وعند أبى يوسف ومحمد رحمهما الله تعالى لا يفسد ما لم يخرج أكثر من نصف يوم.

وقول أبى حنيفة – رحمه الله تعالى – أقيس وقولهما أوسع .

قالا: اليسير من الخروج عفو لدفع الحاجة فإنه إذا خرج لحاجة الإنسان لا يؤمر بأن يسرع المشي، وله أن يمشى على التؤدة فظهر أن القليل من الخروج عفو والكثير ليس بعفو فجعلنا الحد الفاصل أكثر من نصف يوم فإن الأقل تابع للأكثر فإذا كان فى أكثر اليوم فى المسجد جعل كأنه فى جميع اليوم فى المسجد كما قلنا فى نية الصوم فى رمضان إذا وجدت فى أكثر اليوم جعل كوجودها فى جميع اليوم.

وأبو حنيفة – رحمه الله تعالى – يقول: ركن الاعتكاف هو المقام فى

www.idaraghufran.org

المسجد والخروج ضده فیکون مفوتا رکن العبادة، والقلیل والکثیر فی هذا سواء کالأکل فی الصوم والحدث فی الطهارة(المبسوط للسرخسي، ج۳ص۱۱۸،۱۱۹، کتاب الصوم، باب الاعتکاف)

ترجمہ: اور جب معتکف مسجد سے پورے ایک دن کے لیے یا آدھے دن سے زیادہ کے لیے نکل جائے، تو بھی یہی حکم ہے کہ (امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف وامام محمد سب کے نزدیک) اعتکاف فاسد ہوجائے گا، کیونکہ اس صورت میں اعتکاف کا رُکن (یعنی مسجد میں ٹھہرنا) فوت ہوگیا ہے۔

اور اگر مسجد سے ایک لمحہ کے لیے بھی نکل جائے، تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے مطابق اس کا اعتکاف فاسد ہوجائے گا، اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اس وقت تک اس کا اعتکاف فاسد نہیں ہوگا، جب تک وہ مسجد سے آدھے دن سے زیادہ وقت کے لیے نہ نکلے۔

امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ یہ فرماتے ہیں کہ ضرورت وحاجت کی خاطر تھوڑے وقت کے لیے نکلنا معاف ہے، کیونکہ جب معتکف اپنی حاجت (وضرورت مثلاً پیشاب، پاخانہ کرنے یا کھانا لانے یا نمازِ جمعہ پڑھنے) کے لیے نکلے، تو اس کو تیز رفتاری کے ساتھ چلنے کا حکم نہیں ہے، بلکہ اس کو آہستہ رفتار میں چلنا بھی جائز ہے، جس سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ تھوڑے وقت کے لیے نکلنا معاف ہے، اور زیادہ وقت کے لیے نکلنا معاف نہیں، پس اس بناء پر (تھوڑے اور زیادہ وقت کے درمیان) حدِ فاصل آدھے دن سے زیادہ کو قرار دے دیا گیا، کیونکہ (بہت سے مسائل میں) کم حصہ، اکثر کے تابع ہوا کرتا ہے، پس جب دن کا اکثر حصہ مسجد میں موجود رہے گا، تو ایسا سمجھا جائے، گویا کہ پورے دن مسجد میں رہا، جیسا کہ ہم نے رمضان کے روزہ کی نیت کے بارے میں کہا کہ جب وہ دن کے اکثر حصہ میں پائی گئی، تو اس کو ایسا حکم حاصل ہے، جیسا کہ پورے دن میں پائی گئی۔

www.idaraghufran.org

اورامام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اعتکاف کا رکن مسجد میں ٹھہرنا ہے، اور مسجد سے نکلنا اس کی ضد ہے، پس یہ نکلنا عبادت کے رکن کو فوت کرنے والا ہوگا، جس میں تھوڑا اور زیادہ وقت برابر ہے، جیسا کہ روزہ میں کھانا پینا، اور پاکی میں حدث لاحق ہوجانا (کہ تھوڑا اور زیادہ کھانا پینا روزہ کو فاسد کردیتا ہے، اور تھوڑے یا زیادہ پیشاب پاخانہ سے بھی وضوٹوٹ جاتا ہے)(المبسوط)

''بدائع الصنائع'' کا حوالہ

علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے''بدائع الصنائع''میں امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف وامام محمد رحمہم اللہ کے اقوال کے ضمن میں فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول''اقیَس''ہے، یعنی ان کا قول قیاس کے زیادہ مطابق ہے، اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول''اوسَع''ہے، یعنی اس میں عمل کرنے والوں کے لیے زیادہ وسعت وگنجائش ہے۔ [1]

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ جہاں تنگی سے بچنے اور وسعت پیدا کرنے کی ضرورت ہو، وہاں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول پر عمل کرلینے کی گنجائش ہونی چاہیے۔

''مجمع الانہر'' کا حوالہ

اور''مجمع الانہر''میں ہے:

---

[1] فإن خرج من المسجد لغير عذر؛ فسد اعتكافه في قول أبي حنيفة وإن كان ساعة، وعند أبي يوسف ومحمد لا يفسد حتى يخرج أكثر من نصف يوم قال محمد: قول أبي حنيفة أقيس وقول أبي يوسف أوسع.

وجه قولهما أن الخروج القليل عفو وإن كان بغير عذر بدليل أنه لو خرج لحاجة الإنسان وهو يمشي متأنيا؛ لم يفسد اعتكافه وما دون نصف اليوم؛ فهو قليل فكان عفوا، ولأبي حنيفة أنه ترك الاعتكاف باشتغاله بضده من غير ضرورة فيبطل اعتكافه لفوات الركن، وبطلان الشيء بفوات ركنه يستوي فيه الكثير والقليل كالأكل في باب الصوم وفي الخروج لحاجة الإنسان ضرورة.

وأحوال الناس في المشي مختلفة لا يمكن ضبطها فسقط اعتبار صفة المشي وههنا لا ضرورة في الخروج وعلى هذا الخلاف إذا خرج لحاجة الإنسان ومكث بعد فراغه أنه ينتقض اعتكافه عند أبي حنيفة قل مكثه أو كثر، وعندهما لا ينتقض ما لم يكن أكثر من نصف يوم(بدائع الصنائع، ج٢ص١١٥، كتاب الاعتكاف، فصل ركن الاعتكاف)

(وعندهما لا يفسد ما لم يكن) الخروج (أكثر اليوم) وهو الاستحسان؛ لأن في القليل ضرورة ولا ضرورة في الكثير وقوله أقيس وقولهما أيسر للمسلمين هذا كله في الاعتكاف الواجب وأما في النفل فلا بأس بأن يخرج بعذر وبغير عذر (مجمع الانهر، ج ا ص۲۵۷، کتاب الصوم، باب الاعتکاف)

ترجمہ: اورامام محمداورامام ابویوسف رحمہما اللہ کے نزدیک اعتکاف اس وقت تک فاسد نہیں ہوگا، جب تک مسجد سے نکلنا دن کے اکثر حصہ پر مشتمل نہ ہو، استحسان کا تقاضا یہی ہے، کیونکہ تھوڑے وقت کے لیے نکلنے کی تو ضرورت ہے، اورزیادہ وقت کے لیے نکلنے کی ضرورت نہیں، اورامام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ''اقیس'' ہے(یعنی یہ قول قیاس کے زیادہ مطابق ہے)اورامام ابویوسف اورامام محمد رحمہما اللہ کے قول میں مسلمانوں کے لیے ''زیادہ یُسر وسہولت'' ہے، اور یہ حکم واجب اعتکاف میں ہے(رمضان کے آخری عشرہ کے مسنون اعتکاف کو بھی متعدد مشائخِ حنفیہ نے یہی حکم دیا ہے) جہاں تک نفل اعتکاف کا حکم ہے، تو اس میں عذر کی وجہ سے اور بغیر عذر کے نکلنے میں کوئی حرج نہیں (مجمع الانہر)

اس عبارت میں بیان کردہ تفصیل سے بھی معلوم ہوا کہ جہاں اعتکاف میں دشواری اور مشقت کا سامنا ہو، وہاں یسر وسہولت پیدا کرنے کے لیے امام ابویوسف اورامام محمد رحمہما اللہ کے قول پرعمل کی گنجائش پائی جاتی ہے۔

''تبیینُ الحقائق'' کا حوالہ

اور''تبیین الحقائق''میں ہے:

(فإن خرج ساعة بلا عذر فسد) أي فسد اعتكافه وهذا عند أبي حنيفة وقالا لا يفسد إلا بأكثر من نصف يوم وقوله أقيس لأن الخروج ينافي

www.idaraghufran.org

اللبث وما ینافی الشیء یستوی فیه القلیل والکثیر کالأکل والشرب فی الصوم والحدث فی الطهر وقولهما استحسان وهو أوسع لأن القلیل منه لو لم یبح لوقعوا فی الحرج لأنه لا بد منه لإقامة الحوائج ولا حرج فی الکثیر والفاصل أکثر من نصف النهار إذ الأقل تابع للأکثر کما فی نیة الصوم (تبیین الحقائق، ج ۱ ص ۳۵۱، کتاب الصوم، باب الاعتکاف)

ترجمہ: اگر معتکف بلاعذر ایک ساعت (اور ایک لمحہ) کے لیے بھی نکلا، تو اس کا اعتکاف فاسد ہوجائے گا، یہ حکم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہے، اور صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ نے فرمایا کہ اعتکاف اس وقت تک فاسد نہیں ہوگا، جب تک آدھے دن سے زیادہ کے لیے نہ نکلے، اور امام ابوحنیفہ کا قول قیاس کے زیادہ مطابق ہے، کیونکہ مسجد سے نکلنا، ٹھہرنے کے منافی ہے، اور جو چیز کسی عمل کے منافی ہو، اس میں تھوڑے اور زیادہ کا حکم برابر ہوتا ہے، جیسا کہ روزہ میں کھانا اور پینا، اور پاکی کی حالت میں حدث لاحق ہوجانا، اور صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول استحسان پر مبنی ہے، اور اس میں زیادہ وسعت ہے، کیونکہ اگر تھوڑے وقت کی بھی اجازت نہیں دی جائے گی، تو لوگ حرج اور تنگی میں پڑ جائیں گے، اور لوگوں کو اپنی ضروریات کو پورا کرنا بھی ضروری ہے، اور زیادہ وقت میں حرج نہیں، اور حدِ فاصل آدھے دن سے زیادہ کا حصہ ہے، کیونکہ آدھے دن سے کم اکثر کے تابع ہے، جیسا کہ روزہ کی نیت کے مسئلہ میں (تبیین الحقائق)

مذکورہ عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ مشائخِ حنفیہ نے امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کو استحسان پر مبنی اور حرج وتنگی سے بچنے لیے ''اوسع'' قرار دیا ہے، جس پر تنگی میں مبتلا شخص کو عمل کر لینے کی گنجائش ہونی چاہیے۔

’’العنایۃ شرح الھدایۃ‘‘ کا حوالہ

’’الھدایۃ‘‘ کی شرح ’’العنایۃ‘‘ میں ہے کہ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ مسجد سے تھوڑے وقت کے لیے نکلنا بھی اعتکاف کو فاسد کر دیتا ہے، کیونکہ اعتکاف کا رکن مسجد میں ٹھہرنا ہے، اور مسجد سے نکلنا اس کو فوت کرنے کا سبب ہے، لہٰذا اس میں تھوڑی دیر کے لیے نکلنا اور زیادہ دیر کے لیے نکلنا برابر ہوگا، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہی قول ہے، لیکن امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تھوڑے وقت کے لیے نکلنے کو ضرورت کی وجہ سے معاف قرار دیتے ہیں، اور وہ دن کے نصف حصہ سے کم کو تھوڑے وقت میں اور دن کے نصف حصہ سے زیادہ کو اکثر وقت میں شمار کرتے ہیں، جس طرح ضرورت کے وقت میں باہر نکلنے والے کے آہستہ چلنے کو معاف قرار دیا گیا ہے، اور جس طرح رمضان میں اکثر حصہ کے اندر روزہ کی نیت کا اعتبار کیا گیا ہے کہ جب وہ دن کے اکثر حصہ میں پائی جائے، تو اس کو پورے دن میں پائی جانے کا حکم حاصل ہوتا ہے، کیونکہ تھوڑی چیز زیادہ کے تابع ہوا کرتی ہے، اسی طرح اعتکاف میں بھی تھوڑا وقت زیادہ وقت کے تابع ہوگا۔ [1]

’’البنایۃ شرح الھدایۃ‘‘ کا حوالہ

اور ’’الھدایۃ‘‘ کی شرح ’’البنایۃ‘‘ میں اس مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول قیاس کے مطابق ہے، اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے، لیکن امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک ’’للاکثر حکم الکل‘‘ کے قاعدہ پر عمل کرتے ہوئے دن کے آدھے حصہ سے کم وقت کے لیے نکلنے کو معاف قرار دیا گیا ہے، اگرچہ وہ بغیر عذر کے ہی ہو، جیسا کہ کوئی معتکف قضائے حاجت کے لیے نکلے، اور آہستہ رفتار کے ساتھ

---

[1] وقوله (وهو القياس) لأن ركن الاعتكاف هو اللبث فى المسجد والخروج مفوت له، فكان القليل والكثير سواء كالأكل فى الصوم .والحدث فى الطهارة .وقوله (لأن فى القليل ضرورة) بيانه أن المعتكف إذا خرج لحاجة الإنسان لا يؤمر بأن يسرع فى المشى .وله أن يمشى على التؤدة فكان القليل عفوا والكثير ليس بعفو .فجعلنا الحد الفاصل بينهما الأكثر من نصف يوم اعتبارا بنية الصوم فى رمضان .إذا وجدت فى أكثر اليوم جعلت كأنها وجدت فى جميع اليوم .لأن القليل تابع للأكثر .(العناية شرح الهداية، ج ٢، ص ٣٩٦، ٣٩٧، كتاب الصوم، باب الاعتكاف)

www.idaraghufran.org

چلے، تو اس کا اعتکاف فاسد نہیں ہوتا، اگر چہ وہ آہستہ چلنے پر مجبور نہ ہو، کیونکہ یہ آہستہ چلنا تھوڑا حکم رکھتا ہے، اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہ اللہ کا قول استحسان پر مبنی ہے، کیونکہ تھوڑے وقت کی ضرورت ہوتی ہے، اور ضرورت مستثنیٰ ہوا کرتی ہے۔ [1]

مذکورہ عبارات سے بھی معلوم ہوا کہ جس طرح امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول بلا دلیل نہیں، اور اس میں زیادہ احتیاط پائی جاتی ہے، اسی طرح امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول بھی بلا دلیل نہیں ہے، اور اس کے فقہی نظائر بھی پائے جاتے ہیں، اور اس قول میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے مقابلہ میں یسر وسہولت پائی جاتی ہے، جس سے ضرورت وحاجت مندوں کو فائدہ اٹھانے کی اجازت ہونی چاہیے۔

''فتح القدیر'' کا حوالہ

''الهداية'' کی شرح ''فتح القدیر'' میں علامہ ابنِ ہمام رحمہ اللہ نے مذکورہ مسئلہ کے ضمن میں، صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کو بیان کرتے ہوئے جو حکم دن کے اکثر اور کم حصہ کا بیان فرمایا ہے، وہی حکم رات کے اکثر اور کم حصہ کا بھی بیان فرمایا ہے۔

نیز انہوں نے استحسان اور قیاس میں ترجیح ہونے کی بحث کرتے ہوئے اس مسئلہ میں قیاس کو ترجیح دی ہے، اور اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ استحسان میں جس ضرورت پر تخفیف کا مدار ہوا کرتا ہے، وہ ضرورتِ لازمہ یا غالبُ الوقوع ہوتی ہے، جبکہ اعتکاف کے زیرِ بحث مسئلہ میں اس طرح کی

---

[1] وفی "المبسوط "و "التحفة "قول أبی حنيفة – رحمه الله – أقيس.

م: (لوجود المنافی) ش: للبث م: (وهو) ش: أی قول أبی حنيفة – رحمه الله – هو م: (القياس) ش: وبه قال مالک والشافعی، وأحمد، إلا أن عند مالک – رحمه الله – يخرج لعيادة أبويه ولا يخرج لجنازتهما.

م: (وقالا) ش :أی أبو يوسف ومحمد -رحمهما الله -م :(لا يفسد حتى يكون) ش :أی الخروج م :(أكثر من نصف يوم) ش :لأن للأكثر منه حكم الكل والأقل منه عفو، وإن كان بغير عذر ولهذا إذا خرج لحاجة الإنسان فتأنى فی المشی لا يفسد اعتكافه، وإن كان لا يحتاج إلى التأنی فی المشی لأنه فی حكم اليسير.

وفی "الذخيرة :"الاختلاف فی الاعتكاف الواجب، أما فی النفل فلا بأس بأن يخرج بغير عذر لأن التطوع غير مقدر فی ظاهر الرواية، وهو أی قولهما م :(الاستحسان؛ لأن فی القليل ضرورة) ش :والضرورة مستثناة(البناية شرح الهداية، ج۴،ص ۱۲۹، كتاب الصوم،باب الاعتكاف)

www.idaraghufran.org

ضرورت نہیں پائی جاتی۔ ؎۱

علامہ شلبی کا حوالہ

علامہ شلبی نے ’’تبیین الحقائق ‘‘ کے حاشیہ میں علامہ ابنِ ہمام کی بیان کردہ تفصیل کو نقل کیا ہے، اور انہوں نے بھی رات کے اکثر اور کم حصہ میں مسجد میں رہنے یا مسجد سے باہر رہنے کو دن کے اکثر اور کم حصہ میں مسجد میں یا مسجد سے باہر رہنے کا حکم دیا ہے۔ ؎۲

؎۱ (قوله وهو الاستحسان) يقتضي ترجيحه لأنه ليس من المواضع المعدودة التي رجح فيها القياس على الاستحسان .ثم هو من قبيل الاستحسان بالضرورة كما ذكره المصنف، واستنباط من عدم أمره إذا خرج إلى الغائط أن يسرع المشي، بل يمشي على التؤدة وبقدر البطء تتخلل السكنات بين الحركات على ما عرف في فن الطبيعة، وبذلك يثبت قدر من الخروج في غير محل الحاجة، فعلم أن القليل عفو فجعلنا الفاصل بينه وبين الكثير أقل من أكثر اليوم أو الليلة لأن مقابل الأكثر يكون قليلا بالنسبة إليه، وأنا لا أشك أن من خرج من المسجد إلى السوق للعب واللهو أو القمار من بعد الفجر إلى ما قبل نصف النهار كما هو قولهما، ثم قال "يا رسول الله أنا معتكف.

قال: ما أبعدك عن العاكفين "ولا يتم مبنى هذا الاستحسان فإن الضرورة التي يناط بها التخفيف هي الضرورة اللازمة أو الغالبة الوقوع، ومجرد عروض ما هو ملجء ليس بذلك .ألا يرى أن من عرض له في الصلاة مدافعة الأخبثين على وجه عجز عن دفعه حتى خرج منه لا يقال ببقاء صلاته كما يحكم به مع السلس مع تحقق الضرورة والإلجاء وسمي ذلك معذورا دون هذا مع أنهما يجيزانه لغير ضرورة أصلا.

إذ المسألة هي أن خروجه أقل من نصف يوم لا يفسد مطلقا سواء كان لحاجة أو لا بل للعب .وأما عدم المطالبة بالإسراع فليس لإطلاق الخروج اليسير بل لأن الله تعالى يحب الأناة والرفق في كل شيء حتى طلبه في المشي إلى الصلاة، وإن كان ذلك يفوت بعضها معه بالجماعة.

وكره الإسراع ونهي عنه وإن كان محصلا لها كلها في الجماعة تحصيلا لفضيلة الخشوع إذ هو يذهب بالسرعة والعاكف أحوج إليها في عموم أحواله لأنه سلم نفسه لله تعالى متقيدا بمقام العبودية من الذكر والصلاة والانتظار للصلاة، فهو في حال المشي المطلق له داخل في العبادة التي هي الانتظار، والمنتظر للصلاة في الصلاة حكما فكان محتاجا إلى تحصيل الخشوع في حال الخروج، فكانت تلك السكنات كذلك، وهي معدودة من نفس الاعتكاف لا من الخروج، ولو سلم أن القليل غير مفسد لم يلزم تقديره بما هو قليل بالنسبة إلى مقابله من بقية تمام يوم أو ليلة، بل بما يعد كثيرا في نظر العقلاء الذين فهموا معنى العكوف، وأن الخروج ينافيه(فتح القدير ، ج۲،ص ۳۹۶، ۳۹۷، كتاب الصوم، باب الاعتكاف)

؎۲ (قوله فإن خرج ساعة بلا عذر فسد) أي في المنذور سواء كان عامدا أو ناسيا .اهـ .غاية (قوله وقولهما استحسان) يقتضي ترجيحه لأنه ليس من المواضع المعدودة التي رجح فيها القياس على الاستحسان ثم هو من قبيل الاستحسان بالضرورة كما ذكره المصنف واستنباط من عدم أمره إذا خرج إلى الغائط أن يسرع المشي بل يمشي على التؤدة وبقدر البطء تتخلل السكنات بين الحركات على ما عرف في فن الطبيعة وبذلك يثبت قدر من الخروج في غير محل الحاجة فعلم أن القليل عفو فجعلنا الفاصل بينه وبين

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

جس سے معلوم ہوا کہ صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک جو حکم معتکف کے لیے دن کے اکثر یا کم حصہ میں مسجد سے باہر یا مسجد کے اندر رہنے کا ہے، وہی حکم رات کے اکثر یا کم حصہ میں بھی مسجد سے باہر یا مسجد کے اندر رہنے کا ہے، کیونکہ جب پورے دن کے اکثر یا کم حصہ کا اعتبار کیا گیا ہے، تو اس سے رات کا وقت خارج ہو گیا، اور جو اعتکاف دن اور رات کے مجموعہ پر مشتمل ہو، اس میں رات کو اعتکاف کرنے کا حکم بھی دن والا ہی ہوگا، کیونکہ یہ مسئلہ اکثر کو کل کا حکم دینے پر مبنی ہے، اور شرعی اعتبار سے دن کا آغاز فجر کے طلوع ہونے پر اور دن کا اختتام سورج کے غروب ہونے پر ہو جاتا ہے، ظاہر ہے کہ اس کے مقابلہ میں شرعاً رات کا آغاز سورج غروب ہونے پر اور رات کا اختتام فجر کے طلوع ہونے پر ہوگا، اور شرعی دن اور شرعی رات کے وقت کا جو مجموعہ ہوگا، ان میں سے ہر ایک وقت کے اکثر اور کم کا اعتبار ہوگا، جس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

''البحر الرائق'' کا حوالہ

''کنز الدقائق'' کی شرح ''البحر الرائق'' میں ہے:

(فإن خرج ساعة بلا عذر فسد) لوجود المنافی فشمل القليل والكثير

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ الكثير أقل من أكثر اليوم أو الليلة لأن مقابل الأكثر يكون قليلا بالنسبة إليه وأنا لا أشک أن من خرج من المسجد إلى السوق للهو واللعب أو القمار من بعد الفجر إلى ما قبل نصف النهار كما هو قولهما ثم قال يا رسول الله أنا معتكف قال ما أبعدک عن العاكفين ولا يتم مبنى هذا الاستحسان فإن الضرورة التی يناط بها التخفيف هی الضرورة اللازمة أو الغالبة الوقوع ومجرد عروض ما هو ملجء ليس بذاک ألا ترى أن من عرض له فی الصلاة مدافعة الأخبثين على وجه عجز عن دفعه حتى خرج منه لا يقال ببقاء صلاته كما يحكم به مع السلس مع تحقق الضرورة والإلجاء وسمى ذلک معذورا دون هذا مع أنهما يجيزانه بغير ضرورة أصلا إذ المسألة هی أن خروجه أقل من نصف يوم لا يفسد مطلقا سواء كان بحاجة أو لا بل للعب وأما عدم المطالبة بالإسراع فليس لإطلاق الخروج اليسير بل لأن الله تعالى يحب الأناة والرفق فی كل شیء حتى طلبه إلى المشی إلى الصلاة وإن كان ذلک يفوت بعضها معه بالجماعة وكره الإسراع ونهى عنه وإن كان محصلا لها كلها فی الجماعة تحصيلا لفضيلة الخشوع إذ هو يذهب بالسرعة والعاكف أحوج إليها فی عموم أحواله لأنه سلم نفسه لله تعالى متقيدا بمقام العبودية من الصلاة والذكر والانتظار للصلاة فهو فی حال المشی المطلق له داخل فی العبادة التی هی الانتظار اهـ والمنتظر للصلاة فی الصلاة حكما فكان محتاجا إلى تحصيل الخشوع فی حال الخروج فكانت تلک السكنات كذلک وهی معدودة من نفس الاعتكاف لا من الخروج ولو سلم أن القليل غير مفسد لم يلزم تقديره بما هو قليل بالنسبة إلى مقابله من بقية تمام يوم أو ليلة بل بما يعد كثيرا فی نظر العقلاء الذين فهموا معنى العكوف وأن الخروج ينافيه .اهـ .فتح(حاشية الشلبی علىٰ تبيين الحقائق، ج ۱ ص ۳۵۱، كتاب الصوم، باب الاعتكاف)

www.idaraghufran.org

وهذا عند أبی حنيفة وقالا لا يفسد إلا بأكثر من نصف يوم وهو الاستحسان؛ لأن فی القليل ضرورة كذا فی الهداية وهو يقتضی ترجيح قولهما ورجح المحقق فی فتح القدير قوله؛ لأن الضرورة التی يناط بها التخفيف اللازمة أو الغالبة وليس هنا كذلک (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج ۲، ص ۳۲۵)

ترجمہ: اگر معتکف ایک لمحہ کے لیے بھی مسجد سے بغیر عذر کے نکل جائے، تو اس کا اعتکاف فاسد ہوجائے گا، کیونکہ یہ مسجد میں ٹھہرنے کے منافی ہے، اور یہ حکم تھوڑے وقت کے لیے نکلنے اور زیادہ وقت کے لیے نکلنے دونوں کو شامل ہوگا، مگر یہ حکم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہے، اور صاحبین یعنی امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول یہ ہے کہ اعتکاف اسی صورت میں فاسد ہوگا، جبکہ آدھے دن سے زیادہ وقت کے لیے نکلے، استحسان کا تقاضا یہی ہے، کیونکہ تھوڑے وقت کے لیے نکلنے میں ضرورت ہے، ''ہدایہ'' میں اسی طرح سے ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ صاحبین یعنی امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول راجح ہو، لیکن محقق ابنِ ہمام نے ''فتح القدیر'' میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کو راجح قرار دیا ہے، اور اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ جس ضرورت کے ساتھ سہولت وآسانی وابستہ ہوا کرتی ہے، وہ لازم یا غالب ضرورت ہوتی ہے، اور یہاں پر (اعتکاف سے نکلنے کے مسئلہ میں) اس طرح کی لازم یا غالب ضرورت نہیں ہے (البحرالرائق)

''حاشیةُ الطحطاوی علی المراقی'' کا حوالہ

''حاشية الطحطاوی علی المراقی'' میں بھی اسی طرح سے ہے۔ [1]

[1] **قوله:" وقالا أن خرج أكثر اليوم الخ "قالوا: وهو الاستحسان فيقتضی ترجيح قولهما بحر وبحث فيه الكمال ورجح قوله لأن الضرورة التی يناط بها التخفيف اللازمة والغالبة وليس هنا كذلک اهـ أی فيكون من المواضع التی يعمل فيها بالقياس كذا فی تحفة الأخيار** (حاشية الطحطاوی علی المراقی، ص ۷۰۳، كتاب الصوم، باب الاعتكاف)

www.idaraghufran.org

''الدر المختار'' اور'' رد المحتار'' کا حوالہ

علامہ حصکفی رحمہ اللہ نے ''الدر المختار'' میں صاحبین کے قول کو استحسان پر مبنی قرار دیا ہے، اور علامہ ابنِ ہمام کی طرف سے اس میں بحث ہونے کا ذکر کیا ہے۔ [1]

جس کی تشریح کرتے ہوئے'' رد المحتار'' میں علامہ ابنِ عابدین شامی رحمہ اللہ نے علامہ ابنِ ہمام رحمہ اللہ کی بحث کا خلاصہ ذکر کیا ہے۔ [2]

مذکورہ عبارات میں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک دن یا رات کے اکثر اور کم حصہ اور وقت کا حکم تو بیان کیا گیا ہے، لیکن جب کوئی معتکف ٹھیک آدھا دن یا آدھی رات مسجد میں یا ٹھیک آدھا دن یا آدھی رات مسجد سے باہر رہے، اس صورت کا حکم بیان نہیں کیا گیا، جس کی بظاہر وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ نصف حصہ سے ایک دو منٹ کے بھی کم یا زیادہ ہونے سے اکثر اور کم کا حکم حاصل ہوجاتا ہے، اور ٹھیک نصف وقت کے لیے مسجد سے باہر یا مسجد کے اندر رہنے کی صورت کا وقوع شاذ ہے، جس کے ذکر کی ضرورت نہیں سمجھی گئی، واللہ اعلم۔

البتہ'' الجوهرة النيرة'' میں تصریح ہے کہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق نصف حصہ کے حکم میں دو روایتیں ہیں، ایک اعتکاف فاسد ہونے کی دوسرے فاسد نہ ہونے کی۔ [3]

---

[1] (فلو خرج) ولو ناسيا (ساعة) زمانية لا رملية كما مر (بلا عذر فسد) فيقضيه إلا إذا أفسده بالردة واعتبرا أكثر النهار قالوا: وهو الاستحسان وبحث فيه الكمال(الدرالمختار)

[2] (قوله قالوا وهو الاستحسان) لأن في القليل ضرورة كذا في الهداية بدون لفظة قالوا المشعرة بالخلاف والضعف، ولكنه أتى بها ميلا إلى ما بحثه الكمال (قوله وبحث فيه الكمال) حيث قال قوله وهو استحسان يقتضي ترجيحه لأنه ليس من المواضع المعدودة التي رجح فيها القياس على الاستحسان ثم منع كونه استحسانا بالضرورة بأن الضرورة التي يناط بها التخفيف هي الضرورة اللازمة أو الغالبة الوقوع مع أنهما أي الإمامين يجيزان الخروج بغير ضرورة أصلا لأن فرض المسألة في خروجه أقل من نصف يوم لحاجة أو لا بل للعب، وأنا لا أشك في أن من خرج من المسجد إلى السوق للعب واللهو والقمار إلى ما قبل نصف النهار ثم قال يا رسول الله أنا معتكف قال ما أبعدك عن المعتكفين .اهـ.
ملخصا وقد أطال في تحقيق ذلك كما هو دأبه في التحقيق -رحمه الله تعالى -وبه علم أنه لم يسلم كونه استحسانا حتى يكون مما رجح فيه القياس على الاستحسان كما أفاده الرحمتي فافهم(رد المحتار على الدر المختار، ج ۲، ص ۴۴۷)

[3] (قوله ولا يخرج من المسجد إلا لحاجة الإنسان) وهي الغائط والبول لأنه معلوم وقوعها فلا بد من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اب تک کی بحث کا خلاصہ

اب تک کی گزشتہ بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ اور دیگر متعدد فقہائے کرام رحمہم اللہ کے نزدیک اعتکاف کی حالت میں مخصوص ضرورت وحاجت کے لیے ہی نکلنا جائز ہوتا ہے، ہر مقصد وضرورت کے لیے نکلنا یا بلاضرورت نکلنا اور ٹھہرنا جائز نہیں ہوتا، اور اگر مجبوری میں جائز بھی ہو، تب بھی اعتکاف فاسد ہوجاتا ہے، جبکہ امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اعتکاف اس وقت تک فاسد نہیں ہوتا، جب تک پورے دن یا دن کے اکثر حصہ میں مسجد سے باہر نہ ٹھہرے، اور امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک پوری رات یا رات کے اکثر حصہ میں مسجد سے باہر ٹھہرنے کا حکم بھی یہی ہے۔

پھر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول قیاس پر مبنی اور امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول استحسان پر مبنی قرار دیا گیا ہے، اور بعض مشائخِ حنفیہ کا رجحان استحسان پر مبنی ہونے کی وجہ سے امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کی طرف ہے، جبکہ علامہ ابنِ ہمام وغیرہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کو راجح قرار دیا ہے، اور اس میں استحسان کے راجح ہونے پر اشکال ظاہر کیا ہے۔ (جاری ہے......)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الخروج لأجلها ولا يمكث بعد فراغه من الطهور فإن مكث فسد اعتكافه عند أبي حنيفة وعندهما لا يفسد حتى يكون المكث أكثر من نصف يوم وفي نصف يوم روايتان وكذا إذا خرج من المسجد ساعة لغير عذر فسد اعتكافه عند أبي حنيفة لوجود المنافي وعندهما لا يفسد حتى يكون أكثر من نصف يوم لأن اليسير من الخروج عفو للضرورة(الجوهرة النيرة، ج ۱، ص ۱۴۶، باب الاعتكاف)

اقبال ٹریڈرز

ہمارے ہاں پلاسٹک، اسٹیل، آفس فرنیچر اور کمپیوٹر ٹیبل کی ورائٹی دستیاب ہے

اس کے علاوہ المونیم کی کھڑکیاں اور دروازے، سیلنگ، بلائنڈز، وال پیپر، ونائل فلور ٹائل بھی دستیاب ہیں

بالمقابل چوک کوہاٹی بازار مری روڈ راولپنڈی

فون 5962705--5503080

کیا آپ جانتے ہیں؟

مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

پینے کے آداب (دوسری وآخری قسط)

پینے سے متعلق متفرق آداب

(11)...... اگر کوئی کھانا کھا رہا ہو اور وہ پینے کے لئے پانی طلب کرے، تو اس کو پانی جلد فراہم کرنا چاہئے، بعض اوقات دیر ہونے سے لقمہ گلے میں اٹک جاتا ہے اور تکلیف پیش آتی ہے، ایسے وقت زیادہ پانی بھر کر لانے میں مشغول ہو کر دیر نہیں کرنی چاہئے، بلکہ تھوڑا بہت پانی فوراً فراہم کرنا چاہئے۔

(12)...... آبِ زمزم اور وضو کے بچے ہوئے پانی کے بارے میں لوگوں میں مشہور ہے کہ کھڑے ہو کر پینے میں زیادہ ثواب ہے۔

لیکن تحقیقی بات یہ ہے کہ آبِ زمزم اور وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینے میں زیادہ ثواب نہیں ہے، البتہ خاص ان دونوں پانیوں کو اگر کوئی کھڑے ہو کر پئے تو نہ کوئی ثواب ہے اور نہ کوئی کراہت یعنی ایک جائز اور مباح عمل ہے، مکروہ یا مستحب نہیں۔

پس اگر کوئی آبِ زم زم اور وضو سے بچے ہوئے پانی کو کھڑے ہو کر پئے تو بھی کوئی حرج نہیں اور بیٹھ کر دوسرے عام پانیوں کی طرح پئے تو بھی حرج نہیں، اور بیٹھ کر پینے کو معیوب یا غلط سمجھنا خود غلط ہے۔

(13)...... طبّی اعتبار سے پانی جسم کے لئے اسی وقت مفید اور صحت بخش ہوتا ہے، جبکہ اس کو مناسب وقت پر اور مناسب طریقہ پر پیا جائے، نیز وہ پانی ہر طرح کی گندگیوں سے پاک وصاف ہو، صحت کی حالت میں جب بھی سچی پیاس لگے پانی پینا چاہئے، البتہ بعض اوقات بدہضمی یا کسی دوسری بیماری کی وجہ سے جھوٹی پیاس لگا کرتی ہے، جو کہ پانی پینے سے نہیں بجھتی، اگر اس حالت میں بار بار پانی پیا جائے تو وہ طبی اعتبار سے فائدہ کے بجائے نقصان کا سبب بنتا ہے، ایسی صورت میں یا تو بہت تھوڑی مقدار میں پانی پی کر تقاضا دبانا چاہئے، یا پھر صبر کرنا چاہئے، اور اپنے ہضم کی اصلاح

www.idaraghufran.org

وعلاج کا اہتمام کرنا چاہئے۔

(14)...... سخت محنت ومشقت اور ورزش کے بعد یا نہاتے ہی فوراً پانی پینا طبّی لحاظ سے نقصان سے خالی نہیں، اس سے بعض اوقات بڑا حادثہ رونما ہو جاتا ہے، اگر کوئی محنت ومشقت کا کام کیا ہے، یا دُھوپ میں سفر کر کے آئے ہیں، اور پیاس زیادہ لگی ہوئی ہے تو تھوڑی دیر سائے میں بیٹھ کر آرام کیجئے، جب کچھ سکون ہو جائے تو ایک گلاس پانی گھونٹ گھونٹ کر کے پی لیجئے، بے تحاشا غٹ غٹ کر کے بہت سا پانی مت پیجئے، اگر ایک بار تھوڑا پانی پینے سے پیاس نہ بجھے تو کچھ دیر کے بعد دوبارہ پی لیجئے۔

(15)...... نیند سے جاگنے کے فوراً بعد اور خالی پیٹ پانی پینا خاص طور پر اس کی عادت بنا لینا طبّی لحاظ سے مناسب نہیں ہے، لیکن اگر پیاس زیادہ لگی ہو تو اس کو بجھانے کے لئے تھوڑا پانی گھونٹ گھونٹ کر کے پینا چاہئے۔ اور نہار منہ پانی پینے سے متعلق جو بعض احادیث مشہور ہیں، وہ سند کے اعتبار سے مضبوط اور قابلِ اعتبار نہیں۔

(16)...... کوئی پھل کھانے، گنّا چوسنے، اور تیل کی پکّی یا تلی ہوئی چیزوں کے کھانے کے بعد پانی پینے سے پرہیز کیا جائے، اس سے بدہضمی، نزلہ وزکام، گلے کی خراش اور کھانسی وغیرہ کی شکایت پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

(17)...... ٹوٹے ہوئے برتن میں پانی مت پیجئے، اگر مجبوراً پینا پڑ جائے تو ٹوٹا ہوا حصہ منہ سے مت لگائیے۔

ٹوٹی ہوئی جگہ میں میل کچیل جمع رہتا ہے، جو منہ میں چلے جانے سے صحت کے لئے مضر ہوتا ہے، اور بعض اوقات پینے والے کے لئے ٹوٹی ہوئی جگہ چبھ کر تکلیف وایذاء کا سبب بن جاتی ہے، اور ٹوٹی ہوئی جگہ سے پانی یا مشروب کے گرنے کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔

(18)...... ٹھنڈا پانی پینا سنت سے ثابت ہے، بشرطیکہ اتنا زیادہ ٹھنڈا نہ ہو جو صحت کے لئے مضر ہو، اگر کسی کو بیماری کی وجہ سے ٹھنڈا پانی منع ہو، تو اس کو درمیانہ یا حسبِ ضرورت گرم پانی پینا ہی مناسب ہے۔

طبی لحاظ سے عام مزاج والوں کے لئے اوسط درجہ کا ٹھنڈا پانی مفید ہے، اور قدرتی چشموں اور

www.idaraghufran.org

کنوؤں سے نکلنے والا تازہ پانی عموماً اسی طرح کا ہوتا ہے۔

پھر ایک ٹھنڈا پانی تو وہ ہے جو قدرتی طور پر ٹھنڈا ہو، جیسے کنویں، چشمے وغیرہ کا پانی، یہ تو ٹھنڈا ہونے میں سب سے بہتر ہے اور اگر مصنوعی طریقے سے ٹھنڈا کرنے کی ضرورت ہو تو مناسب ہے کہ پانی کو بیرونی طریقہ پر ٹھنڈا کیا جائے، مثلاً گھڑے میں رکھ کر، یا کسی بند برتن/بوتل وغیرہ میں رکھ کر فریج وغیرہ میں رکھ چھوڑا جائے اور قدرے ٹھنڈا ہونے پر استعمال کیا جائے، پانی کے اندر برف ڈال کر یا برف پگھلا کر جو پانی حاصل کیا جاتا ہے، وہ صحت کے لئے مضر ثابت ہوتا ہے، خصوصاً جبکہ پانی و برف صاف نہ ہو، اور بازاری برف میں صاف پانی کا استعمال بہت کم ہوتا ہے، اس سے تو حتی الامکان پرہیز ہی کرنا چاہئے، آج کل گندے اور میلے کچیلے پانی کے پینے سے کالے یرقان جیسی مہلک بیماریاں تیزی سے پھیل رہی ہیں، جو خاموشی سے انسان کے جسم میں پیدا ہوتی اور پلتی، بڑھتی اور بالآخر مہلک ثابت ہوتی ہیں۔

(19)...... سردیوں کے موسم میں جب ٹھنڈ لگ رہی ہو، تو ٹھنڈا پانی پینا طبی اعتبار سے مناسب نہیں، بلکہ کچھ نیم گرم پانی (یعنی کوسا) پینا مناسب ہے، اس موسم میں زمین سے بھی تازہ پانی کچھ گرم برآمد ہوتا ہے، لہٰذا ایسا پانی سردیوں کے موسم میں فطرت کے بھی مطابق ہے۔

(20)...... پاک صاف پانی ہی پینے کے قابل، مفید اور صحت بخش ہوتا ہے، ایسے پانی کی پہچان یہ ہے کہ وہ مٹی اور مختلف طرح کے ذرات وغیرہ سے صاف و شفاف ہوتا ہے، اس کا کوئی مزہ اور رنگ نہیں ہوتا اور نہ اس میں کسی قسم کی بُو موجود ہوتی ہے۔

(21)...... آج کل بہت سی آبادیوں اور علاقوں میں صاف پانی کا میسر آنا مشکل ہو رہا ہے، اور گندے پانی کے پیٹ میں جانے کی وجہ سے کئی طرح کی خطرناک بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں، پانی صاف کرنے کا سب سے بہتر اور آسان طریقہ یہ ہے کہ اس کو اُبال کر ٹھنڈا کر لیا جائے اور باریک، صاف کپڑے میں چھان کر استعمال کیا جائے۔

گندے پانی کو صاف کرنے کا ایک سادہ طریقہ یہ ہے کہ پہلے پانچ چھ گھنٹے تک کسی برتن میں رکھ چھوڑیں، تا کہ اس میں جو مٹی اور ریت وغیرہ کے ذرات ہوں وہ تہ نشیں ہو جائیں، اب اگر یہ پانی

www.idaraghufran.org

پانچ سیر ہوتو اس میں تقریباً چار رتی پھٹکری باریک پیس کر ملائیں، پانی کے ساتھ جو کثافتیں گھلی ملی ہوں گی وہ اس کی وجہ سے نیچے بیٹھ جائیں گی، اوپر کا صاف پانی نتھار کر رکھیں اور پینے کے کام میں لائیں، مٹی، گرد اور دوسری پانی میں حل ہونے والی اشیاء پھٹکری ڈالنے سے تہہ میں بیٹھ جاتی ہیں۔

پانی کو صاف کرنے کے لئے آج کل مختلف فلٹرز بھی بازاروں میں دستیاب ہیں، جن میں بعض کسی وجہ سے مفید ہیں، اور بعض ویسے ہی برائے نام ہیں۔

(22)...... جانوروں کے پینے والا پانی بھی صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے، گندا پانی پینے سے جانوروں کی صحت، ان کے گوشت اور دودھ پر مُضِر اثرات پڑتے ہیں، اور ایسے جانوروں کا گوشت کھانے اور دودھ پینے والوں کی صحت پر بھی برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

(23)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشروبات میں دودھ بہت مرغوب تھا۔

موجودہ تحقیق بھی دودھ کے اندر بے شمار فوائد ومنافع کو تسلیم کرتی ہے، اور دودھ میں شہد شامل کرنے سے اس مشروب کی طاقت میں بے انتہاء اضافہ ہوجاتا ہے۔

051-4455301
051-4455302

Sweet Palace

سویٹ پیلس

SWEET PALACE

Satellite Town plaza, 4th B Road,
Commercial Market, Satellite Town,
Rawalpindi. (Pakistan)

عبرت کدہ — حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط 31 — مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

نبوت ملنے کے بعد حضرت موسیٰ کی دعائیں (حصہ دوم)

دوسری دعاء: حضرت ہارون کی نبوت کے متعلق

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوسری دعاء یہ مانگی کہ میرے بھائی ہارون مجھ سے زیادہ فصیح اور گفتگو کی زیادہ قدرت رکھتے ہیں اس لیے انہیں بھی اپنا رسول اور میرا معاون ومددگار بنادیجیے، کیونکہ اگر میں اکیلا گیا، تو مجھے ڈر ہے کہ وہ لوگ مجھے جھٹلا دیں گے، حضرت ہارون میرے ساتھ ہوں گے، تو میں جو کچھ فرعون سے کہوں گا اسے وہ اپنی فصیح زبان میں مزید شرح وبسط کے ساتھ اس کے سامنے بیان کریں گے۔

اسی وجہ سے بعض سلف سے منقول ہے کہ اپنے بھائی کے ساتھ احسان کرنے کے معاملہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ مرتبہ کسی کا نہیں ہے، کیونکہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے نبوت ورسالت کا سوال کیا تھا۔ [1]

چنانچہ سورہ قصص میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَأَخِیْ هَارُوْنُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَأَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْئًا یُّصَدِّقُنِیْ إِنِّیْ أَخَافُ أَنْ یُّكَذِّبُوْنِ(سورة القصص، رقم الآیة ۳۴)

---

[1] وقال محمد بن إسحاق ردئا یصدقنی أی یبین لهم عنی ما أکلمهم به، فإنه یفهم عنی ما لا یفهمون، فلما سأل ذلک موسی قال الله تعالی: سنشد عضدک بأخیک أی سنقوی أمرک، ونعز جانبک بأخیک الذی سألت له أن یکون نبیا معک، کما قال فی الآیة الأخری: قد أوتیت سؤلک یا موسی وقال تعالی: ووهبنا له من رحمتنا أخاه هارون نبیا ولهذا قال بعض السلف: لیس أحد أعظم منة علی أخیه من موسی علی هارون علیهما السلام، فإنه شفع فیه حتی جعله الله نبیا ورسولا معه إلی فرعون وملئه، ولهذا قال تعالی فی حق موسی و کان عند الله وجیها (تفسیر ابنِ کثیر، ج۶ ص ۲۱۲، سورة القصص)

www.idaraghufran.org

یعنی ''میرا بھائی ہارون بولنے میں مجھ سے زیادہ فصیح ہے، تو اس کو میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیج، تاکہ وہ میری تصدیق کرے، مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لوگ مجھے جھٹلائیں گے''

اور سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ کا اشاد ہے کہ:

وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ. هٰرُوْنَ اَخِيْ(سورة طٰهٰ، رقم الآيات ۲۹،۳۰)

یعنی ''اور میرے لئے میرے خاندان میں سے ایک مددگار مقرر کردے۔ میرے بھائی ہارون کو''

بعض اسرائیلی روایات میں ہے کہ ایک دفعہ بچپن میں موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی ڈاڑھی پکڑ لی، تو اس نے کہا، یہ وہی ہے جس کے ہاتھوں میری سلطنت کے زوال کی پیش گوئی کی گئی ہے، اس وجہ سے اس نے موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا، فرعون کی بیوی آسیہ نے کہا کہ یہ بچہ ہے، اسے ان باتوں کی کیا خبر؟ اس کے سامنے انگارا اور ہیرا رکھ کر دیکھ لو، جب موسیٰ علیہ السلام کے سامنے انگارا اور ہیرا رکھ کر ان کی آزمائش کی جانے لگی، اور موسیٰ علیہ السلام ہیرے کی طرف ہاتھ بڑھانے لگے، تو جبریل علیہ السلام نے ان کا ہاتھ پکڑ کر انگارے کی طرف کردیا اور انھوں نے اسے اٹھا کر منہ میں ڈال لیا، جس سے ان کی زبان جل گئی اور لکنت پیدا ہوگئی۔ [1]

مگر یہ حکایت کسی معتبر ذریعے سے ثابت نہیں۔ [2]

---

[1] قال البغوی وذلک ان موسی کان فی حجر فرعون ذات یوم فی صغره فاطمه فرعون لطمة وأخذ بلحية فقال فرعون لاسية امرأته ان هذا عدوی وأراد ان يقتله– فقالت آسية انه صبی لا يعقل ولا يميز وفی رواية ان أم موسی لما فطمته ردته فنشا موسی فی حجر فرعون وامرأته یر بيانه واتخذاه ولدا– فبينهما هو يلعب يوما بين يدی فرعون وبيده قضيب يلعب به– إذ رفع قضيبا فضرب به راس فرعون– حتی هم فرعون بقتله– فقالت آسية ايها الملک انه صبی لا يعقل جربه ان شئت– وجائت بطشتين فی أحدهما الجمر وفی الاخر الجواهر فوضعهما بين يدی موسی– فاراد ان يأخذ الجواهر فاخذ جبرئيل يد موسی عليهما السلام فوضعها علی النار فاخذ جمرة فوضعها فی فيه فاحترق لسانه وصارت عليه عقدة– واخرج عبد بن حميد وابن المنذر وابن ابی حاتم عن سعيد بن جبير ان فرعون حمل موسی يوما فاخذ بلحيته فنتفها فغضب وامر بقتله فقالت آسية انه صبی لا يفرق بين الجمر والياقوت فاحضر بين يديه فاراد أخذ الجواهر فاخذ جبرئيل يده ووضعها علی الجمرة ووضعها فی فيه فاحترق لسانه وصارت عليه عقدة(التفسير المظهری، ج۶ ص ۱۳۶، سورة طٰهٰ، تفسير الخازن، ج۳ص ۲۰۴، سورة طٰهٰ)

[2] محققین کے نزدیک یہ روایت کئی اعتبار سے قابل قبول نہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی صحیح روایت میں ایسی کوئی بات ذکر نہیں کی گئی اور جو روایات اس سلسلے میں وارد ہیں وہ نہایت ضعیف بلکہ موضوع

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

البتہ سورہ طٰہٰ میں مذکور موسیٰ علیہ السلام کی دعاء سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں حضرت ہارون علیہ السلام فصیح اللسان تھے، اور حضرت موسیٰ کی زبان میں کچھ گرہ تھی، جس کی وجہ سے انھیں بات سمجھانے میں دقت پیش آتی تھی، جس کے کھولنے کی دعا انہوں نے

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ہیں، اور دوسری بات یہ ہے کہ خود ان روایات میں تضاد پایا جاتا ہے، بعض روایات میں یہ کہا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ کی زبان میں لکنت پیدائشی تھی، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انگارہ منہ میں ڈالنے کا واقعہ افسانے کے سوا کچھ نہیں، اور بعض روایات میں فرعون کے سر سے تاج اتارنے کا ذکر ہے اور بعض روایات میں ڈاڑھی نوچنے کا۔

اور اگر درایت سے کام لیا جائے تو تب بھی اس روایت کا قبول کرنا مشکل ہے کیونکہ وہ بچہ جو چلنے اور کھیلنے کی عمر کو پہنچ جاتا ہے وہ بڑی آسانی سے آگ کی تپش کو محسوس کر سکتا ہے، یہ بات سمجھ میں آنے والی نہیں کہ حضرت موسیٰ نے بجائے کسی ہیرے کو اٹھانے کے انگارہ اٹھا کر منہ میں رکھ لیا، کیونکہ جیسے ہی حضرت موسیٰ نے انگارہ ہاتھ میں لیا ہوگا، تو ہاتھ کی جلن سے بیتاب ہو کر یقیناً آپ بچے کی طرح چیخے ہوں گے، اولاً تو انگارے کو ہاتھ میں پکڑنا بچے کے لیے ناممکن ہے اور پھر اسے اٹھا کر منہ میں ڈالنا تو سراسر خلاف عقل ہے، اور اگر یہ کہا جائے کہ حضرت جبریل نے ایسا کیا تو یہ بات بھی قابل قبول نہیں، کیونکہ بجائے اس کے کہ حضرت جبریل کے واسطے سے آپ کا ہاتھ جلایا جاتا، یہ بات زیادہ آسان تھی کہ آپ کا ہاتھ فرعون کے تاج یا ڈاڑھی تک نہ پہنچنے دیا جاتا۔

اس لیے یہ لکنت کی روایت ناقابل اعتبار ہے، قطع نظر اس سے کہ حضرت انبیاء کو اللہ تعالیٰ جس طرح اخلاقی عیوب سے محفوظ رکھتا ہے، اسی طرح خلقی نقائص سے بھی محفوظ رکھتا ہے، سب سے زیادہ اہمیت رکھنے والی بات یہ ہے کہ قرآن میں اس روایت کی تائید کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔

ولست أجد من نفسي الاستعداد في تصديق تلك الحكاية رغم ما تتضمنه من تسلية فلكلورية جميلة. ذلک أن جمال الحكاية وما تثيره من شوق ولهفة لدى المستمع أو القارء لا علاقة بينه وبين صدقها، فكلاهما شيء مختلف عن الآخر كما هو بَيِّنٌ ظاهر .وسبب عزوفي عن تصديق الحكاية يتلخص في أن رد الفعل الطبيعي لدى أي إنسان يمسک بقطعة ملتهبة من الجمر، فما بالنا بطفل في الثالثة من عمره؟ هو أن يلقي بها بعيدا عنه صارخا في ألم وفزع .أما أن يظل ممسكا بها ثم يضعها في فمه وكأنه يمسک بقطعة حلوى، فهذا أمر لا يقبله العقل وتكذّبه مشاهداتنا وتجاربنا.

ثم إنهم يقولون إن الله أرسل ملاكا إلي موسى أوحى إليه أن يمسک بالجمرة بدلا من الذهب كي يصدق فرعون أنه طفلٌ غِرٌّ لا يمثّل أي تهديد .أفيُعَدّ هذا إكراما من الله لنبيه المرتقب؟ ترى إذا كان إحراق اللسان بالنار إكراما، فما العقاب والتعذيب إذن؟ قد يقال إن هذا أخف الضررين .لكن لماذا تركه الله منذ البداية يخلع التاج من فوق رأس ذلک الطاغية؟ إن هذا أمرٌ غريب ما دامت نتيجته هي ما عرفنا ......

ثم إن هذه الحكايات تتضمن أشياء عجيبة لا تدخل العقل، وبخاصة أنها تتعارض مع العهد القديم ذاته، فنحن نقرأ في بعضها أن يثرون، والد زوجة موسى، قد ارتاب فيه وسحره وحبسه واتصل بالأحباش كي يسلمه لهم حسبانا منه أنه واحد من الأسرة المالكة الحبشية هارب منها .وفي بعضها الآخر أن موسى قد بقي في مدين بضع عشرات من السنين، على حين أن بعضها الآخر يحدد المدة بأربع سنوات لا غير ...إلخ. وهذا كله يناقض ما جاء في العهد القديم، الذي يروي، كما نعلم، أشياء مختلفة تماما، فضلا عن تعارضها مع القرآن المجيد(هل انحلت العقدة من لسان موسى؟أم هل ظل، ، لا يُبين؟د.إبراهيم عوض "ملتقى اهل التفسير")

www.idaraghufran.org

نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد کی۔ [1]

تیسری دعاء: سینہ کھولنے، کام کے آسان اور زبان کی گرہ کے متعلق

حضرت موسیٰ نے اپنے رب سے ایک دعاء میں شرح صدر کی درخواست کی، تاکہ میں اس عظیم الشان بار امانت کے اٹھانے اور اس کے تقاضے پورے کرنے کے قابل ہوسکوں، اور وقت کے سب سے بڑے کافر کے سامنے حق کو صحیح طور پر اور پوری صراحت ووضاحت سے بیان کرنے کا حوصلہ پاسکوں۔

اور ایک دعاء یہ مانگی کہ اے میرے رب! میرے کام کو آسان فرمادے، کیونکہ میری فہم وفراست اور میرا حوصلہ اور تدبر اس عظیم مہم کی کامیابی کی ضمانت نہیں بن سکتے، اس راستے کی مشکلات کو دور کرنا تیرے ہاتھ میں ہے، اس لیے تو اپنے فضل وکرم سے راستے کی ہر رکاوٹ کو دور فرمادے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تیسری دعا فرمائی کہ اے میرے رب! میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات سمجھیں۔

چنانچہ قرآن مجید کی سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ. وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ. وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ. یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ (سورة طٰهٰ، رقم الآیات ۲۵ الیٰ ۲۸)

یعنی ”موسیٰ نے عرض کیا کہ اے میرے رب! میرے لئے میرا سینہ کشادہ فرمادے۔ اور میرا کام آسان کردے۔ اور میری زبان کی گرہ کھول دے۔ تاکہ وہ میری بات سمجھ لیں“

ان آیات سے اتنی بات کا تو ضرور علم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کوئی زبان آور اور زوردار خطیب نہیں تھے، لیکن یہ بات کہیں سے نہیں نکلتی کہ ان کی زبان میں لکنت تھی۔ [2]

---

[1] من الواضح أن القرآن لم يوضح نوع العقدة التی اشتكاها موسى إلى ربه، وكل ما هنالك أنهعليه السلام، رتب على حلها أنهم فی البلاط الفرعونی سوف يفهمون كلامه .إذن هی عقدة تمنع الآخرين من فهم ما يقول، أو على الأقل:من فهمه تماما وبسرعة(هل انحلت العقدة من لسان موسى؟أم هل ظل، ، لا يُبِين؟د.إبراهيم عوض"ملتقی اهل التفسير")

[2] لکنت کی روایت صرف تورات میں ہے، وہیں سے ہماری تفسیر کی کتب میں داخل ہوئی، تورات کی روایات کا جو حال ہے ان کا اندازہ اس سے ہی ہو جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ کے ید بیضاء کو برص کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے، جو لوگ اپنے نبی کو برص کا مریض قرار دے سکتے ہیں، ان سے کیا بعید ہے اگر اس کے اندر لکنت کا عیب بھی نکال دیں۔

www.idaraghufran.org

قرآن میں کوئی ایسی چیز نہیں جس سے لکنت کا ثبوت ملتا ہو، مذکورہ بالا آیت کے الفاظ میں بھی جس بات کی درخواست ہے، وہ لکنت دور کرنے کی نہیں بلکہ اظہار و بیان کی وہ قابلیت وصلاحیت بخشے جانے کی درخواست ہے، جو فریضۂ نبوت و رسالت کی ادائیگی کے لئے ضروری تھی اور یہ درخواست نہایت متواضعانہ اسلوب و الفاظ میں ہے۔

حضرت موسیٰ نے یوں نہیں فرمایا کہ مجھے دلوں کو تسخیر کرنے والا ایک جادو بیان خطیب بنادے، بلکہ نہایت خاکسارانہ انداز میں فرمایا کہ میری زبان کو وہ روانی عطا فرما کہ لوگ میری بات سمجھیں، یہ دعا کرنے کے لئے لکنت کا مریض ہونے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ایک قادر الکلام بھی یہ دعا کرسکتا ہے اور اسے کرنی چاہئے۔

بسا اوقات معانی وحقائق کا جوش اس طرح سینہ میں امنڈتا ہے کہ ایک قادر الکلام آدمی بھی اپنی زبان اور اپنے قلم کو اس کی تعبیر سے قاصر محسوس کرتا ہے۔

حضرت موسیٰ کو عام لیڈروں کی طرف صرف نعرہ نہیں لگانا تھا، بلکہ دین کے حقائق واسرار کی تفہیم کرنی تھی، اور وہ بھی ایسے لوگوں کے سامنے جو نہ صرف ان کی تکذیب کرنے میں پیش پیش تھے، بلکہ ان کی جان کے دشمن تھے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ لکنت پیدائشی طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں تھی تو یہ بات قبول کرنا مشکل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نبی جس طرح سیرت و کردار میں اہلِ دنیا سے بلند اور بے عیب ہوتے ہیں، اسی طرح وہ کسی خلقی عیب میں بھی مبتلا نہیں ہوتے، وہ اپنے دور کے خوبصورت ترین فرد سمجھے جاتے ہیں، لکنت ایک ایسا عیب ہے جس سے انسان کی تضحیک ہوتی اور شخصیت بے وزن ہوجاتی ہے، اللہ تعالیٰ کے نبی میں ایسی کسی چیز کا ہونا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔

ان دعاؤں کو دیکھتے ہوئے سب سے پہلی چیز جو محسوس ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ نبوت اور رسالت بہت بڑا منصب ہے، جو صرف اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، کوئی شخص بڑی سے بڑی محنت اور صلاحیت سے بھی اسے حاصل نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ انبیائے کرام اس منصب کے ملنے کے بعد اپنے آپ کو بہت گراں بار محسوس کرتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ ہم پر ایک بہت بڑی ذمہ داری ڈال دی گئی ہے،

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیے جانے والے علومِ نبوت کا تحمل، اللہ تعالیٰ کا دین لوگوں تک پہنچانے کے لیے جانگسل محنت وریاضت لوگوں کی طرف سے پیش آنے والے ناگفتہ بہ سلوک کی برداشت اور ہر طرح کے حالات کا سامنا کرنے کے لیے جرأت واستقامت اس راہ میں ناگزیر ہیں، جن کا تصور ہی کپکپا دینے کے لیے کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نبی جب ان میں سے ایک ایک چیز کا احساس کرتے ہیں، تو وہ کانپ اٹھتے ہیں، اس ذمہ داری کے منصب کی گراں باریوں سے سینہ بھینچنے لگتا ہے تو وہ بے ساختہ اللہ تعالیٰ کے سامنے دست دعاء پھیلا دیتے ہیں، الٰہی! جس عظیم کام کے لیے مجھے چنا گیا ہے میرا سینہ اس کے لیے کھول دے، میرے سینے میں جو اضطراب اور تردد پیدا ہو رہا ہے اس کو دور فرما دے، میرے سینے کی خلش کو ہمت وعزیمت سے تبدیل کر دے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس عظیم منصب کی نزاکتوں کو محسوس کرتے ہوئے سب سے پہلے یہی دعاء فرمائی۔

پروپرائیٹر: محمد اخلاق عباسی محمد نذران عباسی

نیو عباسی چکن شاپ

ہمارے ہاں شیور و دیسی مرغی، صاف گوشت اور پوٹہ کلیجی ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے۔

نیز شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

دوکان نمبر H-919، حق نواز روڈ، گلاس فیکٹری چوک، راولپنڈی

موبائل: 0301-5642315---0300-5171243

طب وصحت (قُسط یا کُٹھ: قسط5) حکیم مفتی محمد ناصر

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتِ جنب کی تکلیف کے بارے میں ارشادات

احادیث میں قسطِ بحری کا ذاتِ جنب کی بیماری میں مفید ہونا خاص طور پر بیان ہوا ہے۔

بعض احادیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذاتِ جنب کی تکلیف کی شیطان کی طرف نسبت کی ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسے مجھ پر مسلط نہیں کرے گا۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ حِينَ قَالُوا: خَشِينَا أَنَّ الَّذِي بِرَسُولِ اللَّهِ ذَا الْجَنْبِ، قَالَ: إِنَّهَا مِنَ الشَّيْطَانِ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُسَلِّطَهُ عَلَيَّ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۸۲۳۵، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۶۳۴۶) [1]

ترجمہ: جب لوگوں نے کہا کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذاتِ جنب کی تکلیف ہے، تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شیطان کی طرف سے ہے، اور اللہ اسے مجھ پر مسلط نہیں فرمائے گا (حاکم، مسند احمد)

اور حضرت اسماء بنتِ عمیس سے روایت ہے کہ:

أَوَّلُ مَا اشْتَكَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ حَتَّى أُغْمِيَ عَلَيْهِ فَتَشَاوَرَ نِسَاؤُهُ فِي لَدِّهِ فَلَدُّوهُ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ مَا هَذَا فَقُلْنَا هَذَا فِعْلُ نِسَاءٍ جِئْنَ مِنْ هَاهُنَا وَأَشَارَ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ وَكَانَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ فِيهِنَّ قَالُوا: كُنَّا نَتَّهِمُ فِيكَ ذَاتَ الْجَنْبِ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: " إِنَّ ذَلِكَ لَدَاءٌ مَا كَانَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِيَقْرِفُنِي بِهِ

(مسند احمد، رقم الحدیث ۲۷۴۶۹)

---

[1] قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ضِدُّ هَذِهِ الرِّوَايَةِ بِإِسْنَادٍ وَاهٍ .وقال الذهبي: على شرط مسلم.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے (مرضِ وفات میں) میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بیمار ہوئے، پھر آپ کا مرض بڑھتا گیا، یہاں تک کہ آپ پر بے ہوشی طاری ہوگئی، آپ کی ازواج نے آپ کے منہ میں دواء ڈالنے کا مشورہ کیا، چنانچہ انہوں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ میں دوا ڈال دی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب افاقہ ہوگیا، تو آپ نے پوچھا کہ کیا تھا؟ ہم نے عرض کیا کہ آپ کی اُن ازواج نے جو حبشہ کی طرف سے آئیں ہیں، اُنہوں نے آپ کے منہ میں دواء ڈالی ہے، ان میں اسماء بنت عمیس بھی شامل تھیں، انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہمارا خیال تھا کہ آپ کو ذات الجنب کی بیماری ہوئی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایسی بیماری ہے جس میں اللہ تعالیٰ مجھے مبتلا نہیں کرے گا (مسند احمد)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَأْخُذُهُ الْخَاصِرَةُ، فَيَشْتَدُّ بِهِ جِدًّا، فَكُنَّا نَقُولُ: أَخَذَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِرْقُ الْكُلْيَةِ، لَا نَهْتَدِي أَنْ نَقُولَ الْخَاصِرَةَ، ثُمَّ أَخَذَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَاشْتَدَّتْ بِهِ جِدًّا حَتَّى أُغْمِيَ عَلَيْهِ، وَخِفْنَا عَلَيْهِ، وَفَزِعَ النَّاسُ إِلَيْهِ، فَظَنَنَّا أَنَّ بِهِ ذَاتَ الْجَنْبِ، فَلَدَدْنَاهُ، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَفَاقَ، فَعَرَفَ أَنَّهُ قَدْ لُدَّ، وَوَجَدَ أَثَرَ اللَّدُودِ، فَقَالَ: " ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ سَلَّطَهَا عَلَيَّ، مَا كَانَ اللهُ لِيُسَلِّطَهَا عَلَيَّ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٤٨٧٠، مستدرک حاكم، رقم الحديث ٧٤٤٧) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض اوقات کوکھ میں درد ہوتا اور بہت شدید ہوجاتا تھا، ہم سمجھتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پسلی میں درد (یعنی ذاتِ جنب) کی شکایت ہے، ہم یہ نہ سمجھے کہ یہ بیماری "خاصرہ" (یعنی کوکھ کا درد) ہے، پھر ایک دن نبی صلی اللہ علیہ

[1] قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ وقال الذهبي: صحيح. وقال الارنؤوط: إسناده حسن.

www.idaraghufran.org

وسلم کو یہ درد شروع ہوا، اور اتنا شدید ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بے ہوشی طاری ہوگئی، ہمیں اندیشے ستانے لگے، اور لوگ بھی خوفزدہ ہوگئے، اور ہمارے خیال کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ذاتِ جنب کی شکایت تھی، چنانچہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ میں دوا ڈال دی، پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف سے آرام آیا، اور آپ کی طبیعت سنبھلی تو آپ کو اندازہ ہوگیا کہ آپ کے منہ میں دوا ڈالی گئی ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوائی کا اثر محسوس کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا خیال تھا کہ اللہ نے مجھ پر اس (یعنی ذاتِ جنب کی) بیماری کو مسلط کیا ہے، اور اللہ اس بیماری کو مجھ پر مسلط نہیں کرے گا (مسند احمد، حاکم)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ذاتِ جنب کی تکلیف مسلط نہیں فرمائی تھی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہونے والی پہلو میں درد کی شدید تکلیف ذاتِ جنب کی تکلیف نہیں تھی، چنانچہ بعض ازواجِ مطہرات نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تکلیف کو جب ذاتِ جنب کی تکلیف سمجھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نفی فرمادی۔

نیز بعض دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کا مذکورہ واقعہ آپ کے مرضِ وفات کے قریبی زمانہ کا ہے (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۶۳۴۶، دلائل النبوۃ للبیہقی)

مذکورہ احادیث میں ذاتِ جنب کے مرض کی شیطان کی طرف نسبت کرنے کی محدثین نے مختلف توجیہات بیان کی ہیں، جن میں ایک یہ ہے کہ اس مرض میں مریض بیماری کی شدت کی وجہ سے کھڑے ہوکر نماز وغیرہ اور دیگر عبادات انجام نہیں دے سکتا، اس لئے ذاتِ جنب کے مرض کی شیطان کی طرف نسبت کی گئی۔

اور ذاتِ جنب کے مرض کی شیطان کی طرف نسبت کرنے کی محدثین نے ایک دوسری توجیہ یہ بیان کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرضِ وفات کے قریب جب ایک موقعہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری ہوئی، تو اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود بعض حاضرین کو یہ وسوسہ گزرا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذاتِ جنب کی بیماری میں مبتلا ہیں، اور اس کے نتیجہ میں حاضرین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر آپ کے منہ مبارک میں دواء ڈال دی، اس لئے نبی صلی اللہ علیہ

وسلم نے اس وسوسہ کی وجہ سے ذاتِ جنب کی بیماری کی شیطان کی طرف نسبت فرمائی۔

(کذا فی حاشیة مسند احمد، تحت رقم الحدیث ۲۶۳۴۶، المسالِک فی شرح مُوَطَّأ مالک، لالقاضی محمد بن عبد اللہ أبو بکر بن العربی المعافری الاشبیلی المالکی (المتوفی:543 ھ)، ج۳، ص۵۷۳)

البتہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی بعض روایات میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ذاتِ جنب کے مرض کی وجہ سے ہوا ہے، تو ان روایات کو سند کے اعتبار سے محدثین اور اہلِ علم حضرات نے غیر صحیح اور ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

جبکہ بعض محدثین کے مطابق کیونکہ کئی احادیث میں ذاتِ جنب کے مرض میں فوت ہونے والے کو شہید قرار دیا گیا ہے، اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شہادت کے درجہ کو ثابت کرنے کے لئے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذاتِ جنب کے مرض میں فوت ہوئے ہیں۔ [2]

البتہ بعض محدثین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے اوپر ذاتِ جنب کی بیماری کے مسلط ہونے کی نفی

---

[1] حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَالَوَيْهِ، ثَنَا بِشْرُ بْنُ مُوسَى الْأَسَدِيُّ، ثَنَا أَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ، ثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۸۲۳۶، وقال الذهبی: لم یصح)

حَدَّثَنَا كَامِلٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ (مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۴۸۴۳، قال حسین سلیم أسد: إسناده ضعیف)

حَدَّثَنَا مِقْدَامٌ، ثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ، نَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ. لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ إِلَّا ابْنُ لَهِيعَةَ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۸۹۵۴)

قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط، وأبو يعلى بنحوه، وفيه ابن لهيعة، وفيه ضعف، وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۴۲۵۹، کتاب علامات النبوة، باب فی وداعه صلی الله علیه وسلم)

وروى الحاكم على شرط مسلم: ذات الجنب من الشيطان، وما كان الله ليسلطه على .فإن قلت: روى عن عائشة أنها قالت: مات صلى الله عليه وسلم من ذات الجنب .قلت: قالوا: إن هذا خبر واه (عمدة القاری، تحت رقم الحدیث ۵۷۲۱)

[2] چنانچہ امام بیہقی رحمہ اللہ کے دلائل النبوۃ میں "باب ما جاء في إشارته إلى عائشة رضي الله عنها في ابتداء مرضه بما يشبه النعي، ثم إخباره إياها بحضور أجله وما في حديثها من أنه صلى الله عليه وسلم توفي شهيدا" سے یہ مفہوم ہوتا ہے۔

قال رسولُ الله -صلَّى الله عليه وسلم-: " الشَّهَادَةُ سبعٌ سوى القتلِ في سبيل الله: المَطْعونُ شهيدٌ، والغَرِقُ شهيدٌ، وصاحبُ ذاتِ الجَنْبِ شهيدٌ، والمَبطُونُ شهيدٌ، وصاحِبُ الحريق شهيدٌ، والذي يموت تحت الهَدْمِ شهيدٌ، والمرأةُ تموت بجُمْعٍ شهيدٌ (ابوداؤد، رقم الحدیث ۳۱۱۱، باب ما جاء فی فضل من مات فی الطاعون، عن جابر بن عتیک قال شعیب الارنؤوط: حدیث صحیح)

www.idaraghufran.org

فرمانے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتِ جنب کے مرض میں فوت ہونے کے اثبات پر مشتمل روایات کو اس طرح جمع کیا ہے کہ ذاتِ جنب کی ایک قسم کا تعلق پسلیوں میں ورم پیدا ہونے سے ہے، یہ حقیقی ذاتِ جنب کا مرض ہے، جبکہ ذاتِ جنب کی دوسری قسم کا تعلق پسلیوں میں ریاح (یعنی گیس) پیدا ہونے سے ہے، یہ غیر حقیقی ذاتِ جنب کا مرض ہے، اور جن احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذاتِ جنب کی تکلیف میں مبتلا ہونے کی نفی ہے، وہاں حقیقی ذاتِ جنب مراد ہے (كذا فى الطب النبوى لابن القيم، ذات الجنب)

جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ ذاتِ جنب کیونکہ ایک سخت موذی اور تکلیف دہ مرض ہے، اور دوسری کئی بیماریوں اور موذی علامات کا سبب ہے، اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذاتِ جنب کے اپنے اوپر مسلط ہونے کی نفی فرمائی ہے۔

(فتح البارى لابن حجر، تحت رقم الحديث ۴۴۵۸، قوله باب مرض النبى صلى الله عليه وسلم ووفاته وقول الله تعالى إنک ميت وإنهم ميتون، الحديث التاسع عشر، كوثَر المَعَانى الدَّرَارِى فى كَشْفِ خَبَايا صَحِيحُ البُخَارى، لمحمَّد الخَضِر بن سيد عبد الله بن أحمد الجكنى الشنقيطى، ج۸، ص۴۱۵)

پروپرائیٹر: پرویز اعوان

Awami Poultry

Hole sale center

عوامی پولٹری ہول سیل سینٹر

ہمارے ہاں مرغی کا مکمل سپیئر پارٹس دستیاب ہے، مثلاً گردن، پوٹا کلیجی، وینگ، لیگ پیس اور بون لیس وغیرہ دستیاب ہیں

تھوک و پرچون ہول سیل ڈیلر

نیز شادی بیاہ میں مال منڈی ریٹ پر دستیاب ہے

مین روڈ، رتہ امرال، راولپنڈی 0336-5478516 0321-5055398

اخبارِ ادارہ

مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

□......2/ 9/ 16/ 23/ رمضان بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

□......رمضان المبارک کے دوران، بروز اتوار کی حضرت مدیر صاحب کی اصلاحی مجالس سخت گرمی اور رمضان کی وجہ سے موقوف رہیں۔

□...... 20/ 27/ شعبان بروز پیر بعد ظہر، ادارہ غفران میں حکیم قاری محمد اقبال صاحب زیدمجدہٗ کے طبی لیکچر ہوئے، لیکچر سے فراغت کے بعد حکیم صاحب موصوف نے مریضوں کا طبی معائنہ بھی کیا۔

□......29/ شعبان، بدھ کی شام رمضان کے چاند کا اعلان ہوتے ہی ادارہ میں حسبِ سابق تراویح میں قرآن مجید سنانے کے مختلف حلقے قائم ہوگئے، حضرت مدیر صاحب اور آپ کے صاحبزادے مولانا محمد ریحان صاحب، مسجدِ غفران میں قرآن مجید سنا رہے ہیں، ادارہ کے مختلف حصوں میں مولانا طارق محمود صاحب (ڈیڑھ پارہ روزانہ) قاری محمد طاہر صاحب اور حافظ محمد لقمان صاحب (ڈھائی پارے روزانہ) سنا رہے ہیں، جناب خورشید خان صاحب (امر پورہ) کی رہائش گاہ میں حافظ محمد عفان صاحب (دو پارے روزانہ) اور مولانا غلام بلال صاحب اپنے گھر میں (ڈیڑھ پارہ روزانہ) سنا رہے ہیں، مسجد نسیم میں مولانا محمد ناصر صاحب (سوا پارہ روزانہ) اور مولانا محمد طلحہ صاحب اپنے گھر میں (دو پارے) اور مولانا عبدالوہاب صاحب اور مولانا محمد شعیب صاحب جامع مسجد نمرہ (صادق آباد) میں (سوا پارہ روزانہ) سنا رہے ہیں، مسجد بلال (صادق آباد) میں مفتی محمد یونس صاحب کے ہاں قاری شہباز صاحب سنا رہے رہیں، اور مولانا محمد فرحان صاحب (مسجد عثمان، ائرپورٹ سوسائٹی میں) روزانہ سوا پارہ سنا رہے ہیں۔

□...... 11/ رمضان، بارہویں شب، قاری محمد طاہر صاحب اور حافظ محمد لقمان صاحب کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا۔

□...... 15/ رمضان، سولہویں شب، مولانا محمد طلحہ صاحب اور حافظ محمد عفان صاحب کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا۔

□......19/ رمضان، بیسویں شب، مولانا طارق محمود صاحب اور مولانا غلام بلال صاحب کا تراویح میں قرآن

مجید مکمل ہوا۔

☐...... 20/رمضان، اکیسویں شب، حضرت مدیر صاحب کا جناب شہزاد امین صاحب (کوہاٹی، بازار، راولپنڈی) کے یہاں بعد عشاء بیان ہوا۔

☐...... 21/رمضان، بائیسویں شب، مسجدِ غفران میں حضرت مدیر صاحب اور حافظ محمد ریحان صاحب کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا، وعظ و بیان اور تلاوت وغیرہ کی مختصر تقریب اور دعاء ہوئی۔

☐...... 22/رمضان، تیئیسویں شب، حضرت مدیر صاحب کا جامع مسجد باب السلام (بنی، راولپنڈی) میں تراویح کے بعد بیان ہوا۔

☐...... 23/رمضان، چوبیسویں شب، حضرت مدیر صاحب کا جناب نعمان مظہر قریشی صاحب کے یہاں ان کے گھر (محلّہ کرتار پورہ) میں بیان ہوا۔

☐...... 23/رمضان، چوبیسویں شب، مفتی محمد یونس صاحب کی مسجد بلال میں تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا۔

☐...... 24/رمضان، پچیسویں شب، مسجدِ نسیم میں مولانا محمد ناصر صاحب کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا۔

☐...... 24/رمضان، پچیسویں شب، حضرت مدیر صاحب کا عبداللہ مسجد (ڈھوک کھبہ، راولپنڈی) میں جناب عمران رشید صاحب کی دعوت پر بعد عشاء بیان ہوا۔

☐...... 24/رمضان، پچیسویں شب، مولانا عبدالوہاب اور مولانا شعیب صاحبان کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا۔

☐...... 25/رمضان، بعد ظہر، حضرت مدیر صاحب کا جامع مسجد الیاس (ماڈل ٹاؤن، ہمک) میں بعد ظہر مفصل بیان ہوا۔

☐...... 25/رمضان، چھبیسویں شب، حضرت مدیر صاحب کا جناب عبدالقیوم صاحب (نزد مدینہ مسجد، امر پورہ) کی دعوت پر بعد عشاء بیان ہوا۔

☐...... 26/رمضان، ستائیسویں شب، حضرت مدیر صاحب کا جامع مسجد فاروقیہ، کھجور والی (امر پورہ) میں تراویح میں بعد عشاء بیان ہوا۔

☐...... 26/رمضان، ستائیسویں شب، بروز جمعرات، مولانا محمد فرحان صاحب کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا۔

□......27/ رمضان، اٹھائیسویں شب، حضرت مدیر صاحب کا جناب تیمور صاحب (امر پورہ) کے گھر میں بعد عشاء بیان ہوا۔

□......28/ رمضان، انتیسویں شب، حضرت مدیر صاحب کا جامع مسجد تقویٰ (پیپلز کالونی، راولپنڈی) میں بعد عشاء بیان ہوا۔

□......یکم شوال/ بروز ہفتہ، مسجدِ غفران میں عید الفطر کی نماز حضرت مدیر صاحب نے صبح سات بجے، مسجد نسیم میں مولانا محمد ناصر صاحب نے صبح سات بجے، مسجد بلال، صادق آباد میں مفتی محمد یونس صاحب نے صبح سات بجے پڑھائیں۔

□......عید کے دن ادارہ میں احباب و متعلقین، حضرت مدیر صاحب کے متوسلین، ادارہ کے فضلاء کی آمد اور ملاقات و مجالست کا سلسلہ جاری رہا۔

□......ادارہ میں 28 رمضان بروز جمعرات تا 8 شوال بروز ہفتہ (بمطابق 14 جون تا 23 جون 2018ء) تک عید الفطر کی تعطیلات کا فیصلہ ہوا۔

TOYOTA GENUINE PARTS
HONDA GENUINE PARTS
حافظ احسن: 0322-4410682
اشرف آٹوز
ٹویوٹا اور ہنڈا کے جینین اور رپلیسمنٹ باڈی پارٹس دستیاب ہیں
این ای-3956، چکلالہ روڈ
بالمقابل پی ایس او پٹرول پمپ
چاہ سلطان، راولپنڈی
Ph:051-5702727
4318-C
چوک گوالمنڈی، راولپنڈی
Ph:051- 5530500
5530555
ashrafautos.rawalpindi@gmail.com

اخبارِ عالم

مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

13/مئی/2018ء/26/شعبان المعظم/1439ھ: پاکستان: دورانِ حج انتقال کر جانے والے حاجی کے ورثاء کو5لاکھ دیے جائیں گے، جبکہ مستقل معذوری کے سلسلہ میں اڑھائی لاکھ اور بیماری کی صورت میں عازمین کے ہنگامی انخلاء پر تین لاکھ روپے ادا کیے جائیں گے، وزارتِ مذہبی امور 14/مئی: پاکستان: وادی نیلم، پل ٹوٹنے سے پنجاب سے سیر کے لیے آئے 25طلباء نالے میں بہہ گئے، 5لاشیں برآمد 13بچا لیے گئے 15/مئی: پاکستان: فلسطین، مقبوضہ بیت المقدس، امریکی سفارتخانے کا خونریز افتتاح، جھڑپوں میں 52فلسطینی شہید، 2400زخمی، پاکستان سمیت عالمی برادری کی شدید مذمت ☎ پنجاب اسمبلی، تعلیم، صحت، پولیس اور سڑکوں پر اضافی اخراجات ہوئے 16/مئی: پاکستان: پاکستانی کو کچل کر مارنے والا امریکی سفارتکار کرنل جوزف امریکہ روانہ، امریکی ملٹری اتاشی کو دفترِ خارجہ نے استثنٰی دے دیا، خصوصی طیارے کے ذریعے روانگی ہوئی 17/مئی: پاکستان: چاند نظر آ گیا، پاکستان، سعودیہ سمیت دنیا بھر میں آج ایک ہی دن روزہ 19/مئی: پاکستان: سیالکوٹ ورکنگ باؤنڈری، بھارتی گولہ باری، ماں اور 3بچے شہید، 15زخمی، پاک فورسز کا منہ توڑ جواب، دشمن کی چوکیوں میں آگ لگ گئی 20/مئی: پاکستان: قومی سلامتی کمیٹی نے فاٹا انضمام کی توثیق کردی، آزاد کشمیر، گلگت بلتستان کو مزید اختیار دینے کا فیصلہ 21/مئی: پاکستان: معیارِ زندگی کے لحاظ سے بھی پنجاب سب سے آگے، پنجاب کا معیار 83فیصد، سندھ 67.6، کے پی 67.1، بلوچستان صرف 33.9فیصد ہے، پاکستان نیشنل ہیومن ڈویلپمنٹ 22/مئی: پاکستان: الیکشن کمیشن نے عام انتخابات کے لیے 25، 26یا27جولائی پولنگ کی تاریخ کی تجویز کردی، سمری صدر کو ارسال، موجودہ اسمبلیوں کی آئینی مدت 31مئی کو مکمل، الیکشن کمیشن 60روز کے اندر انتخابات کرانے کا پابند ہے، صدر کی منظوری سے الیکشن شیڈول جاری کیا جائے گا ☎ کراچی، ہیٹ ویو، 3روز میں 64افراد کی زندگیاں نگل گئی، ہفتہ کی شام سے پیر کی شام تک سردخانوں میں 65افراد کی میتیں لائی گئیں، جو کہ گرمی سے ہلاک ہوئے، ترجمان ایدھی فاؤنڈیشن 23/مئی: پاکستان: لاہور ہائیکورٹ نے سائلین کی سہولت کے لیے صوبے بھر کے تمام ڈویژنز میں اینٹی کرپشن ججز مقرر کردیے 25/مئی: پاکستان: قومی اسمبلی، فاٹا کا خیبر پختونخوا میں انضمام بل منظور، 31ویں آئینی ترمیم کا بل دو تہائی اکثریت سے منظور ہوا، جے یو آئی اور پختونخوا میپ کا واک آؤٹ، فاٹا کی قومی اسمبلی، سینیٹ میں نشستیں پانچ سال برقرار رہیں گی، آئین سے فاٹا پاٹا کے الفاظ حذف 26/مئی: پاکستان: فاٹا انضمام کا بل سینیٹ سے بھی دو تہائی اکثریت سے منظور، بل کے حق میں 71مخالفت میں 5ووٹ آئے

www.idaraghufran.org

27/مئی: پاکستان: چھٹی مردم شماری، پاکستان کی کل آبادی20 کروڑ76لاکھ84ہزار، 1998 کی مردم شماری کے مقابلہ میں اردو پنجابی بولنے والوں کی آبادی میں کمی، پشتو، سرائیکی بولنے والوں میں اضافہ 28/مئی: پاکستان: آبی ذخائر میں کمی، صرف2لاکھ20ہزار ایکڑ فٹ پانی باقی، دریاؤں میں پانی کی آمد کم، سندھ کو پانی کی کمی کی80اور بلوچستان کو85فیصد کمی ☎ فاٹا اضمام بل خیبر پختونخوا اسمبلی سے بھی منظور 29/مئی: پاکستان: خیبر پختونخوا اور سندھ اسمبلیاں آئینی مدت پوری کر کے تحلیل ☎ نگران وزیرِ اعظم کے لیے جسٹس ناصر الملک نامزد 30/مئی: پاکستان: بلوچستان، زرعی ترقی کے لیے46 چھوٹے ڈیموں کی تعمیر مکمل، آئندہ سال مزید26ڈیم تعمیر کیے جائیں گے ☎ نیب نے زمینوں پر قبضوں میں ملوث ریٹائرڈ بریگیڈیئر سمیت3ملزم گرفتار کر لیے 31/مئی: پاکستان: پنجاب کابینہ کا الوداعی اجلاس، صوبے کی پہلی انفارمیشن ٹیکنالوجی پالیسی منظور یکم/جون: پاکستان: قومی اسمبلی تحلیل، انتخابات25جولائی کو ہوں گے، شیڈول جاری ☎ حکومت کا پٹرولیم قیمتیں7جون تک برقرار رکھنے کا فیصلہ 2/جون: پاکستان: جسٹس ناصر الملک، نگران وزیرِ اعظم کا حلف اٹھالیا ☎ سپریم کورٹ، ن لیگی رہنما خواجہ آصف کی تاحیات نااہلی کالعدم قرار، الیکشن لڑسکیں گے 3/جون: پاکستان: گرمی کی لہر برقرار، 2افراد جاں بحق، متعدد بیہوش، کاروبار متاثر، شہری گھروں میں محصور، سڑکیں سنسان 4/جون: پاکستان: سپریم کورٹ سے نامزدگی فارم بحال، ہائیکورٹ کا فیصلہ معطل، نیا الیکشن شیڈول جاری 5/جون: پانی کی قلت کا شکار ملکوں میں پاکستان تیسرے نمبر پر آ گیا 6/جون: ایران کا یورینیم افزودگی کی صلاحیت بڑھانے کا فیصلہ، آئی اے ای اے کو مطلع کر دیا گیا 7/جون: پاکستان: نئے کاغذاتِ نامزدگی برقرار، امیدواروں کو اثاثوں، غیر ملکی شہریت اور تمام اضافی معلومات کا بیانِ حلفی دینا ہوگا 8/جون: پاکستان: پروفیسر حسن عسکری پنجاب، علاؤالدین مری بلوچستان کے وزرائے اعلیٰ مقرر، نگران وزرائے اعلیٰ کا معاملہ الیکشن کمیشن میں حل 9/جون: پاکستان: تحریکِ انصاف، 173قومی، 290صوبائی سیٹوں حلقوں کے ٹکٹ جاری، عمران5سیٹوں پر الیکشن لڑیں گے 10/جون: پاکستان: راولپنڈی میں پانی کا بحران برقرار، شکایات ہزاروں، ازالہ صرف دس فیصد، واسا اور کنٹونمنٹس بورڈ عملاً صورتِ حال سے خود کو لاتعلق کر دیا 11/جون: پاکستان: 25سال کی محنت رنگ لے آئی، تھر کول بلاک2سے کوئلے کی پہلی تہہ دریافت، اسلام آباد کے قریب تھر کول میں سندھ اینگرو کول مائننگ کمپنی نے140 کلومیٹر گہرائی میں پہلا سنگِ میل عبور کر لیا 12/جون: پاکستان: ڈالر121روپے کا ہو گیا، پٹرول4.26روپے لٹر مہنگا، ڈیزل6.55، مٹی کا تیل4.66روپے لٹر مہنگا 13/جون: امریکہ، شمالی کوریا تاریخی سربراہ ملاقات، کم جونگ ایٹمی ہتھیار ختم کرنے پر آمادہ۔

www.idaraghufran.org

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

سنت بھی علاج بھی

الحجامہ کلینک

ان بیماریوں کا بہترین علاج

پچھنے لگوانے میں روحانی وجسمانی دونوں بیماریوں کی شفا ہے

جسم کا درد — ڈپریشن — ہائی بلڈ پریشر — عرق النساء — بواسیر

موٹاپا — گھنٹیا — یرقان — دردِ شقیقہ — بانجھ پن

ہارمونز کا مسئلہ — یورک ایسڈ — معدہ — شوگر — جوڑوں کا درد

جسم کا سُن ہوجانا — کولیسٹرول — اس کے علاوہ 72 بیماریوں کا علاج

علاج برائے خواتین

مسز عمران رشید (Cupping Therapist)

Diploma Holded of Cupping Therapy(Hijamah)

Executive Member : Hijamh Aps Fourm

مکان نمبر NE-786، ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔

فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900

علاج برائے مرد حضرات

شہر یار صاحب

فیز 8، بحریہ ٹاؤن، راولپنڈی فون 0313-9524191

زیرِ انتظام

عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی ۔فون 0333-5187568

Shaikh Ahsan
0314-5165152

Shaikh M. Usman
0321-5593837

Classic Electronics

Deals in :Computer Networking, Cable & Accessories

TP-LINK
The Reliable Choice
Authorized Dealer in Pakistan

CISCO
UBIQUITI NETWORKS
D-Link Building Networks for People
Baynet Advance Network Products
MikroTik
netis
Tenda
BAYLAN
TOTO LINK
The Smartest Network Device

Shop # 3,G/F, TM Plaza
D.A.V. College Road,Rawalpindi
Tell: 051-5775571-2. Cell: 0314-5165152

فطرت سے ہم آہنگ

پاکستان میں پہلی بار%100 تازہ زیتون

Olive Fresh Olive

Olive Fresh Extra Virgin Olive Oil

بوتلوں اور ٹین کے ڈبوں کے پیک شدہ زیتون کے مقابلہ میں تازہ زیتون

Olive Fresh Olive پاکستان میں پہلی کمپنی ہے، جس کے پاس تازترین زیتون کو نمکین پانی (Brine) میں محفوظ کرنے کی مکمل مہارت اور تجربہ موجود ہے، جس کی وجہ سے اس کی وہی زبردست قدرت ذائقہ اور اشتہاانگیز مہک برقرار رہتی ہے، جو ایک تازہ زیتون کی خاصیت ہے۔

پاکستان میں پہلی مرتبہ Olive Fresh اپنی جدید ترین پیکنگ، ٹیکنالوجی اور تیز ترین ذرائع نقل وحمل کی بدولت ایسے زیتون فروخت کے لئے پیش کر رہا ہے، جنہیں کسی ''پاسچرائزیشن'' (Pasteurisation) اور ''اسٹریلائزیشن'' (Sterilisation) کی ضرورت نہیں، آپ کسی مصنوعی عمل اور گھٹیا معیار کے تیل کے بجائے قدرت کے بہترین ذائقوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

Olive Fresh کے ساتھ Extra Virgin Olive Oil سے ہی لطف اٹھائیں، جو کہ زیتون کے پھل کا قدرتی جز ہے، اور اس کی قیمت بھی وہی ہے، جو دیگر بوتلوں اور ٹین کے ڈبوں میں پیک کئے گئے زیتون کی ہے۔

مزید انتظار مت کیجئے، اور Olive Fresh کی قدرتی تازگی سے بھرپور لطف اٹھائیں۔

D-111.(old NW193)

Haidhary Chowk Satellite Town Rawalpindi

0300-5114231--0310-5114231--051-4842085

مدیر: بابا جی عبد الشکور

راولپنڈی کا سب سے بڑا اور پرانا کتب خانہ

کتب خانہ رشیدیہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب

- قرآن پاک تفاسیر
- احادیث فقہ
- تاریخ اصلاحی کتب
- درسی کتب اور شروحات
- اور بیروت کی کتب

دستیاب ہیں

کتب خانہ اپنی پرانی جگہ (دار العلوم تعلیم القرآن، مدینہ مارکیٹ) منتقل ہو گیا ہے

راجہ بازار مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

فون: 051-5771798 0321-5879002

CERAAT
CENTER FOR EDUCATION, RESEARCH ANALYSIS, ACCREDITATION AND TRAINING

نافع

معاملات میں دین کے احیاء کو اپنی محنت کا میدان بنائیے

مفتیان کرام
کیلئے اہم موقع

بذریعہ

1. کسی بھی دارالافتاء کے شعبہ معاملات میں خدمات
2. کاروباری اداروں کے شریعہ ڈیپارٹمنٹ میں خدمات
3. ہسپتال اور خیراتی اداروں میں نظام زکوۃ کے شعبہ میں خدمات
4. "نافع" جیسے اداروں میں مستقل خدمات

ان تمام شعبوں میں عملی خدمات کی تیاری کے لئے "نافع" میں شمولیت اختیار کیجئے

فوائد:

- کاروباری اداروں اور تجارتی مراکز تک رسائی کے ذریعہ فقہ الواقع کا علم اور فقہ الشرع کی عملی تطبیق۔
- مختلف قسم کے کاروباری اداروں کے شرعی تجزیہ کے ذریعے مارکیٹ کے عرف سے روشنائی اور خوداعتمادی میں اضافہ۔
- کارپوریٹ سیکٹر میں مطلوبہ صلاحیتوں کا ماہرین فنون کی سرپرستی میں حصول مثلاً اکاؤنٹنگ، کمپیوٹر، کارپوریٹ لاءز، مینجمنٹ سکلز وغیرہ
- معاملات میں عرب علماء کی فقہی تحقیق سے استفادہ کی سہولت اور علمی ترقی۔

"نافع" کا تعارف

- "نافع" 10 سال سے شعبہ معاملات میں احیائے دین کیلئے حضرت مفتی محمود الحسن شاہ مسعودی صاحب مدظلہ العالی اور مفتی محمد حسن صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی میں سرگرم عمل ہے۔
- "نافع" کی نظریاتی بنیادوں اور طریقہ کار کو پاک وہند کے نامور علماء اور مفتی حضرات کی تائید حاصل ہے۔
- "نافع" 60 سے زائد اداروں کو خدمات فراہم کر چکا ہے۔
- "نافع" سے تربیت حاصل کرنے والے تجربہ کار مفتی حضرات متعدد کمپنیوں میں شریعہ کمپلائنس کی ذمہ داری سرانجام دے رہے ہیں۔

ماہانہ وظیفہ
15000
تک
حسب کوائف
و
استعداد

درج ذیل کوائف کے حامل افراد شمولیت کے لئے درخواست دے سکتے ہیں

- درس نظامی
- تخصص فی الافتاء

حتمی تقرری بذریعہ ٹیسٹ اور انٹرویو ہوگی۔

محدود نشستوں کی وجہ سے پہلے آنے والے حضرات کو ترجیح دی جائے گی اس لیے جلد رابطہ فرمائیں۔

اپنے کوائف پر مشتمل درخواستیں درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں اور کسی اہم موضوع پر تحقیقی فتویٰ یا مقالہ یا مضمون لکھا ہو تو وہ بھی ارسال فرمائیں۔

آخری تاریخ: 10 شوال

نافع: باب المستجاب مسجد، ٹیپو بلاک گارڈن ٹاؤن، لاہور۔
0322-4456244

www.naafey.com
naafey@gmail.com

www.idaraghufran.org

ان کو یاد کرنا ہمارا حق ہے

ہم سب جانتے ہیں کہ موت برحق ہے ہم میں سے ہر ایک کو اس طرف جانا ہے

جہاں ہمارے بڑے گئے ہیں۔ ان کو اس جہاں میں آپ کے ایصالِ ثواب کی ضرورت ہے۔

آگے "نیکیوں کا موسمِ بہار" یعنی رمضان المبارک آرہا ہے۔ اس میں ہر نیکی دس سے ستر گنا بڑھ جاتی ہے

آپ بھی نیکی کریں اور نیکی کرنے کے اسباب مہیا کریں۔ قرآن کریم اور سپارے مساجد، مدارس اور پڑھنے والے احباب تک پہنچائیں اور اس کارِ خیر کا ثواب اپنے بڑوں تک پہنچائیں، آپ آج اپنے بڑوں کی طرف کچھ بھیجیں گے تو کل آپ کے چھوٹے آپ تک کچھ بھیجیں گے، لہٰذا پہلی فرصت میں تشریف لائیے، ہم آپ کے نیک ارادے کو عملی جامہ پہنانے میں آپ کے مددگار بنیں گے۔

تاج کمپنی لمیٹڈ

راولپنڈی سیل ایجنسی

فون: 051-5534774

اقبال مارکیٹ، اقبال روڈ، بالمقابل اشرف بک ایجنسی، کمیٹی چوک راولپنڈی

مختلف سائزز، دیدہ زیب چھپائی، بہترین جلد بندی اور خوبصورت کتابت

قرآن مجید ❀ سپارہ سیٹ ❀ مجموعہ وظائف